حیا نمبر

تنظیم اسلامی کا ترجمان

09

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

7 تا 13 رجب المرجب 1441ھ / 3 تا 9 مارچ 2020ء

مغربی معاشرہ اور آزادیٔ نسواں

مغربی سماج جسے اپنی ترقی اور آزادی پر ناز ہے اور جو دنیا بھر میں انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے' اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ یہاں خواتین نے اپنے حقوق حاصل کر لیے ہیں۔ آزادیٔ نسواں کا نعرہ یہاں اس زور و شور سے لگایا جاتا ہے' جیسے مرد و زن کے مابین سماجی انصاف امریکہ میں ایک جنگ بن چکا ہو۔ حقیقت میں صورتحال ایسی نہیں ہے۔ یہاں 75 فیصد شادیاں بہت جلد طلاق یا علیحدگی پر ختم ہو رہی ہیں۔ مردوں کو چونکہ قدرت نے جسمانی قوت زیادہ دی ہے' لہٰذا وہ باہمی اختلافات میں خواتین کو ہمیشہ سے زیادہ زدوکوب کر رہے ہیں۔ تازہ اعداد و شمار کے مطابق جتنی امریکی عورتیں حادثات میں زخمی ہو رہی ہیں اور پُرتشدد جرائم کا شکار ہو رہی ہیں' ان سے کہیں زیادہ تعداد ان خواتین کی ہے جنہیں ان کے شوہر یا بوائے فرینڈز مار مار کر زخمی کر رہے ہیں۔ اس گھریلو تشدد میں خواتین پر جو ضربیں دیکھی جاتی ہیں' ان میں صرف نیل پڑنا' جلد کٹ جانا وغیرہ نہیں بلکہ بہت شدید قسم کی ضربیں مثلاً فریکچر' بینائی جاتے رہنا' دماغی صدمہ' یہاں تک کہ موت بھی رپورٹ کی جا رہی ہے۔

حیرت ہے کہ دنیا میں آج تک یہ خام خیالی پائی جاتی ہے کہ جب کوئی معاشرہ ترقی کر لیتا ہے تو اس میں خواتین مساوات کا نعرہ لگا بیٹھتی ہیں۔ مرد و عورت کی مساوات کا موازنہ ہی اصولاً غلط ہے' کیونکہ دونوں کی صلاحیتیں اور استعداد' مزاج اور نفسیات مختلف ہیں۔ دونوں فریقوں کو دراصل اپنی زندگی کے دائرہ کار میں اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کا موقع ملنا چاہیے۔ مغربی معاشرہ مساوات کے نام پر دھوکہ کھا جاتا ہے اور بے چاری خاتونِ مغرب آزادیٔ نسواں کا نعرہ لگا کر بھی بدترین استحصال کا شکار ہوتی رہتی ہے۔

''بے چاری بنت حوا''

فرید شبیر

اس شمارے میں

- ابلیس کا سب سے بڑا ہتھکنڈہ: بے حیائی اور فحاشی
- مسلم معاشرہ میں حیا اور پاک دامنی
- اسلام میں عورت کا مقام
- ہر میر کارواں سے مجھے پوچھنا پڑا
- مسلمان کی اصل متاع ''شرم وحیا''
- ہمارا معاشرہ بے حیائی کی زد میں

مؤمن کی صفات: امانت داری، ایفائے عہد اور نمازوں کی حفاظت

الھدیٰ (892)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ المُؤمِنُون — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 07 تا 11

فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ﴿۸﴾
وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ
الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۱﴾

آیت:۷ ﴿فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡعٰدُوۡنَ ﴿۷﴾﴾ ''تو جو کوئی بھی اس کے علاوہ کچھ چاہے گا تو ایسے لوگ ہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔''

اس سلسلے میں جو کوئی حلال اور جائز طریقے سے ہٹ کر کوئی اور راستہ اختیار کرے گا وہ گناہ اور زیادتی کا مرتکب قرار پائے گا۔

آیت:۸ ﴿وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ﴿۸﴾﴾ ''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اس آیت میں دو وصف بیان ہوئے ہیں۔ یعنی پانچواں وصف امانتوں کی پاسداری اور چھٹا وصف ایفائے عہد۔

آیت:۹ ﴿وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ﴿۹﴾﴾ ''اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری محافظت کرتے ہیں۔''

یہاں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ اس مضمون کا آغاز بھی نماز کے ذکر سے کیا گیا تھا اور اس کا اختتام بھی نماز کے ذکر پر کیا جا رہا ہے۔ آیت ۲ میں کامیاب و بامراد مؤمنین کی پہلی صفت یہ بتائی گئی تھی: ﴿الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ﴿۲﴾﴾ کہ وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔ یعنی اس مضمون کے آغاز میں نماز کی باطنی کیفیت کے حسن کا ذکر کیا گیا تھا' جبکہ اختتام پر آیت زیر نظر میں نماز کے نظام کی بات کی گئی ہے کہ سچے اہل ایمان نماز پر مداومت کرتے ہیں اور اس کے تمام آداب و قوانین کو کماحقہٗ ملحوظ رکھتے ہیں۔

آیت:۱۰ ﴿اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ﴿۱۰﴾﴾ ''یہی لوگ ہیں جو وارث ہوں گے۔''

آیت:۱۱ ﴿الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۱﴾﴾ ''وہ وارث ہوں گے ٹھنڈی چھاؤں والے باغات کے' اس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔''

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ! (آمین)

فرمان نبوی ﷺ

حیا اور ایمان

عَنِ ابنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِنَّ الۡحَیَاءَ وَالۡاِیۡمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیۡعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الۡاٰخَرُ))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''حیا اور ایمان یہ دونوں ہمیشہ ساتھ اور اکٹھے ہی رہتے ہیں۔ جب ان دونوں میں سے کوئی ایک اٹھا لیا جائے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔''

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ایمان اور حیا میں ایسا گہرا تعلق ہے کہ اگر کسی آدمی یا کسی قوم میں سے ان دونوں میں سے ایک اٹھا لیا جائے تو دوسرا بھی اٹھ جائے گا الغرض کسی شخص یا جماعت میں حیاء اور ایمان یا تو دونوں ہوں گے یا دونوں میں سے ایک بھی نہ ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کی ایک اور حدیث میں ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے حیا اور امانت اٹھا لی جائے گی اس لیے اللہ تعالیٰ سے ان دو چیزوں کا سوال کرو۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے صحت، پاک دامنی اور امانت اور حسنِ اخلاق اور رضا بالقدر کا سوال کرتا ہوں۔''

ابلیس کا سب سے بڑا ہتھکنڈہ: بے حیائی اور فحاشی

قرآن مجید کے فلسفہ انسان اور کائنات کی رو سے خیر و شر کی کشمکش اسی روز ہی سے شروع ہوگئی تھی جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ قرآن بتاتا ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور تمام فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ ایک جن ''عزازیل'' نے اس حکم سے اس بناء پر سرتابی کی کہ میں آگ سے بنا ہوں اور یہ آدم مٹی سے، چونکہ میں اس سے افضل ہوں لہٰذا اسے سجدہ نہیں کروں گا۔ یہ جن اپنے تقویٰ اور کثرت عبادت کی بنیاد پر ملائکہ میں شامل ہوگیا تھا۔ یہ جن عزازیل جسے ابلیس بھی کہتے ہیں اپنی اس نافرمانی کے باعث مردود بارگاہِ حق ٹھہرا۔ لیکن اس نے اللہ سے مہلت مانگی کہ میں ثابت کروں گا کہ یہ انسان جس کی وجہ سے مجھے مردود ٹھہرایا گیا، اس منصب خلافت کا اہل نہیں ہے۔ یہ قصۂ آدم و ابلیس قرآن میں سات مقامات پر آیا ہے۔ تاہم سورۃ الاعراف میں اس کی روداد یوں بیان ہوئی ہے:

''اور ہم نے تمہیں تخلیق کیا' پھر تمہاری تصویر کشی کی' پھر ہم نے کہا فرشتوں سے کہ جھک جاؤ آدمؑ کے سامنے تو سجدہ کیا سب نے سوائے ابلیس کے' نہ ہوا وہ سجدہ کرنے والوں میں (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کس چیز نے تمہیں روکا کہ تم نے سجدہ نہیں کیا' جب کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا۔ اُس نے کہا میں اِس سے بہتر ہوں' مجھے تو نے بنایا ہے آگ سے اور اس کو بنایا ہے مٹی سے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو (بہشت سے) اُتر جا' تمہیں یہ حق نہیں تھا کہ تم یہاں تکبر کرے' پس نکل جاؤ' یقیناً تم ذلیل و خوار ہو۔ اُس نے کہا (اے اللہ) مجھے مہلت دے اُس دن تک جس دن انہیں (زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا۔ فرمایا (ٹھیک ہے جاؤ) تمہیں مہلت دی گئی۔ اُس نے کہا (پروردگار!) تو نے جو مجھے (آدم کی وجہ سے) گمراہ کیا ہے تو اَب میں لازماً ان کے لیے گھات میں بیٹھوں گا تیری سیدھی راہ پر۔ پھر میں ان پر حملہ کروں گا ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے' اور ان کے دائیں اور بائیں جانب سے' اور تو نہیں پائے گا ان کی اکثریت کو شکر کرنے والا۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا نکل جاؤ اس میں سے برے حال میں مردود ہو کر۔ ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے تو میں (انہیں اور تم کو اکٹھا کر کے) تم سب سے جہنم کو بھر کر رہوں گا۔ اور (پھر ہم نے آدم سے کہا کہ) اے آدمؑ رہو جنت میں تم اور تمہاری بیوی' اور کھاؤ پیو اس میں سے جہاں سے تم دونوں چاہو' اور (ہاں) اس درخت کے قریب مت جانا' ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ تو شیطان نے ان دونوں کو وسوسہ میں ڈالا تاکہ ظاہر کر دے ان پر جو ان سے پوشیدہ تھیں ان کی شرم گاہیں اور اُس نے کہا (وسوسہ اندازی کی) کہ نہیں روکا ہے آپ دونوں کو آپ کے رب نے اس درخت سے مگر اسی لیے کہ کہیں آپ فرشتے نہ بن جائیں یا کہیں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے نہ ہو جائیں۔ اور اس نے قسمیں کھا کھا کر اُن کو یقین دلایا کہ میں آپ دونوں کے لیے بہت ہی خیر خواہ ہوں۔ تو اُس نے دھوکہ دے کر انہیں مائل کر ہی لیا۔ تو جب ان دونوں نے چکھ لیا اس درخت کے پھل کو تو ظاہر ہو گئیں ان پر ان کی شرم گاہیں

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

7 تا 13 رجب المرجب 1441ھ — جلد 29
3 تا 9 مارچ 2020ء — شمارہ 09

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اور وہ لگے چپکانے جنت کے (درختوں کے) پتوں کو اپنے اوپر (لباس بنانے کے لیے) اور اب آواز دی ان دونوں کو ان کے رب نے کہ کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا اس درخت سے اور کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

(اس پر) وہ دونوں پکار اُٹھے کہ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم تباہ ہونے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (اللہ نے) فرمایا تم سب اُتر جاؤ (اب) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانہ ہے اور (ضرورت کا) ساز و سامان بھی ایک وقت معین تک۔ پھر فرمایا کہ (اب) تم اسی (زمین) میں زندگی گزارو گے اسی میں مرو گے اور اسی میں سے تمہیں نکال لیا جائے گا۔ اے آدمؑ کی اولاد! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری شرم گاہوں کو ڈھانپتا ہے اور آرائش و زیبائش کا سبب بھی ہے۔ اور (اس سے بڑھ کر) تقویٰ کا لباس جو ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت اخذ کریں۔ اے بنی آدم (دیکھو اب) شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈالنے پائے جیسے کہ تمہارے والدین کو اس نے جنت سے نکلوا دیا تھا (اور) اُس نے اُتروا دیا تھا ان سے ان کا لباس تاکہ ان پر عیاں کر دے ان کی شرم گاہیں۔ یقیناً وہ اور اس کی ذریت وہاں سے تم پر نظر رکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔ ہم نے تو شیاطین کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔'' (الاعراف 11 تا 27)

اس تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ ابلیس جو کبھی اپنے مقام و مرتبے کے اعتبار سے فرشتوں کی صف میں شامل تھا اپنے تکبر اور آدم علیہ السلام سے حسد کے باعث شیطان بنا۔ اس کا سب سے بڑا ہتھکنڈہ بے حیائی اور فحاشی ہے، جس سے بچنے کا مذکورہ بالا آیات میں حکم دیا گیا ہے۔ انہی آیات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شیطان کے رفیق وہی ہیں جو دراصل ایمان سے محروم ہیں۔ گویا انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں۔ سورۃ الناس میں بھی دونوں قسم کے شیطانوں یعنی شیاطین جن و انس سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

اس زمین پر آج شیطان کے سب سے بڑے ایجنٹ یہودی ہیں۔ اگرچہ یہ وہ قوم ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات ہوئے۔ ان پر تین کتابیں نازل ہوئیں۔ ان کے درمیان نبیوں کا ایسا سلسلہ قائم رہا کہ ایک نبی اس دنیا سے رخصت ہوتا تو اللہ تعالیٰ فوراً دوسرے نبی کو مبعوث کر دیتے۔ لیکن یہ قوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کے باعث اللہ کی نظروں سے گر گئی۔ اللہ نے ان کی جگہ دوسری امت پیدا کی اور یہود کو منصب امامت سے معزول کر کے اس کے لیے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب کر لیا، جس کے باعث یہ حسد کی آگ میں جل رہے ہیں اور جس طرح ابلیس نے آدم و حوا کو بہکا کر بے لباس کر دیا تھا یہ بھی انسانیت کو شرفِ انسانیت سے محروم کر کے حیا اور غیرت کے جذبات سے عاری کر دینا چاہتے ہیں۔ ان کا مشن یہ ہے کہ سیکولرازم، سود اور عریانی و فحاشی کے ذریعے انسانوں کا رشتہ اللہ اور اس کے دین سے کاٹ کر اور انہیں انسانیت سے بیگانہ کر کے حیوان محض بنا دیں اور انہیں اپنی معاشی و ثقافتی غلامی کے شکنجہ میں کس لیں۔ علامہ اقبال نے اس ساری صورت حال کو اپنی ایک نظم ''ابلیس کی عرضداشت'' میں بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے ؎

کہتا تھا عزازیل خداوندِ جہاں سے
پرکالۂ آتش ہوئی آدم کی کفِ خاک!
جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب!
دل نزع کی حالت میں، خرد پختہ و چالاک!
ناپاک جسے کہتی تھی مشرق کی شریعت
مغرب کے فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک!
تجھ کو نہیں معلوم کہ حورانِ بہشتی
ویرانیٔ جنت کے تصور سے ہیں غمناک؟
جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست
باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک!

بیجنگ اور قاہرہ کی کانفرنسیں اور یو این او کا بیجنگ پلس فائیو کے نام سے خصوصی اجلاس (اور اب خواتین مارچ) انسانیت کے خلاف اسی ابلیسی سازش کا حصہ ہیں۔ چنانچہ ہمیں عصمت و عفت اور خاندانی نظام کو تہ و بالا کرنے کے اس شیطانی منصوبے کے بارے میں جاگتے رہنا ہوگا جو یہودیوں کے ذہن کی پیداوار ہے۔ کیونکہ یہ بھی ممکن ہے پاکستان اور بعض اسلامی ممالک کی طرف سے مزاحمت کے بعد یہودی اپنے اس ابلیسی پروگرام کو فی الحال مؤخر کر کے مسلمان ممالک کو مختلف ہتھکنڈوں سے اس کے نفاذ پر مجبور کرنے کا کوئی طویل المیعاد منصوبہ تشکیل دیں۔ تاہم یہ بات قابل اطمینان ہے کہ حق و باطل کی یہ کشمکش جو ابتدائے آفرینش سے جاری ہے، اب آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہے اور خیر و شر کی یہ جنگ ان شاء اللہ حق کی فتح پر منتج ہوگی اور کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں، بلکہ ہمیں باطل کا مقابلہ کرنے کے لیے آگے آنا ہوگا۔ آج ہم میں سے ہر شخص کی یہ خواہش تو ہے کہ اسلام نافذ ہو جائے اور ہمیں کوئی ایسا رہنما مل جائے جو ہمارے تمام مسائل حل کر دے لیکن ہم خود کو بدلنے کے لیے تیار نہیں، حالانکہ جب تک ہم اپنے وجود پر اور اپنے گھروں میں دین نافذ نہیں کریں گے ہمارے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ ہمیں یہ بات سمجھنا چاہیے کہ مغرب جو مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی میدان میں مکمل شکست سے دوچار کر چکا ہے، وہ اپنی اس فتح اور ہماری شکست کو اَدھورا سمجھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرتی سطح پر بھی امت مسلمہ اگرچہ مغرب کے ہاتھوں نڈھال ہو چکی ہے، لیکن مغرب اس میدان میں مکمل اور غیر مشروط فتح مند ہونے کا خواہش مند ہے۔ اِسی لیے اُس نے مسلمانوں کے خاندانی نظام پر زوردار حملے شروع کر دیے ہیں کیونکہ مغرب کی معاشرتی اور سماجی میدان میں مکمل فتح مسلمان کی ظاہری شناخت بھی ختم کر دے گی اور یہ عالم کفر کی دیرینہ خواہش ہے۔ مسلمانوں کا یہ آخری مورچہ ہے۔ ہمارے پاس اس کے سوا کوئی آپشن نہیں کہ اِس مورچہ میں ڈٹ جائیں اور دشمن کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں۔ اگر ہم اِس محاذ پر ثابت قدم رہے تو سیاسی اور معاشی میدان میں بھی دشمن کی پسپائی شروع ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ!

مسلم معاشرہ میں حیا اور پاک دامنی

حافظ محمد ابراہیم

مومن کا مقصد زندگی آخرت کی تیاری ہے اور کافر کا مقصد زندگی عیش وعشرت ہے۔ کافر یہ سمجھتا ہے کہ ع

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

دنیا میں جتنے مزے اڑانے ہیں اڑا لو کہ زندگی دوبارہ نہیں ملے گی۔ لیکن مومن کا معاملہ کچھ اور ہے انہوں نے اللہ رب العزت کو قیامت کے دن منہ دکھانا ہے، اس کی تیاری کرنی ہے۔ مومن کا مقصد زندگی اللہ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے طریقے پر گزار کر اللہ کے سامنے قیامت کے دن کامیاب ہونا ہے۔

مسلم اور مغربی معاشرے میں بہت فرق ہے۔ ان کے معاشرے میں علیحدگی کے واقعات تو 90 فیصد سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ بلکہ وہاں تو اب یہ سننے میں آ رہا ہے کہ وہاں لوگ شادی ہی نہیں کرتے محض اکٹھے رہنے کا تصور یعنی (living together) عورت کے حقوق کے علمبردار بننے والے، عورت کو آزادی دلوانے والے، عورت کو گھر کی چار دیواری سے نکالنے والے، عورت کو مردوں کے برابر لانے والے درحقیقت عورت کو بے لباس کر کے ان کے جسم سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ جب عورت اپنے گھر میں ہو گی اور اپنی ضرورت پوری کرتی ہو گی جو شریعت نے ان کو دی ہوئی ہے۔ تو ان کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ ان کا مقصد تب ہی پورا ہو گا جب اس خوبصورت نعروں اور باتوں سے عورت کو ان کی اصل ذمہ داری سے ہٹا کر کھلونا بنایا جائے۔

اسلام نے عورت کو بہت اچھا مقام دیا ہے۔ معاشرے میں جہاں تک عبادات کا تعلق ہے تو وہ مردوں اور عورتوں کے لیے برابر ہے۔ لیکن جہاں معاشرتی زندگی کی ذمہ داری آئی وہاں اللہ تعالیٰ نے مردوں سے کہا کہ گھر سے باہر ساری ذمہ داری تمہاری ہے۔ کما کے تم لاؤ گے۔ اور عورتوں سے کہا کہ گھر کی چار دیواری کے اندر ساری ذمہ داری تمہاری ہے۔ یہاں تقسیم کر دیا۔ دونوں کو الگ الگ کر دیا۔ پوری زندگی میں عورت پر کوئی لمحہ ایسا نہیں آتا کہ اس پر کما کے لانا فرض ہو۔ یہ مرد کی ذمہ داری ہے۔

عورت اگر بیٹی ہے تو باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ کما کے لائے، بہن ہے تو بھائی کی ذمہ داری ہے کہ وہ کما کے لائے۔ بیوی ہے تو خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ کما کے لائے اور ماں ہے تو بیٹے کی ذمہ داری ہے کہ وہ کما کے لائے۔ شریعت نے عورت کے اوپر کما کر لانا فرض کیا ہی نہیں۔ کمانے کی ساری ذمہ داری مرد کے ذمہ ہے۔ اگر شریعت عورت پر کمانے کی ذمہ داری رکھتی۔ تو اس کو عزت وناموس کی حفاظت یقیناً ایک مسئلہ بنتی۔

شریعت نے عورت کو عزت وناموس کی حفاظت کا پابند کیا کہ تم نے اس کی حفاظت کرنی ہے۔ اور قیامت کے دن اس امانت کو لے کر آنا ہے۔ اس میں خیانت نہیں کرنی۔ اگر شریعت عورت کو یہ کہتی کہ تم نے باہر کی ذمہ داری بھی اٹھانی ہے۔ کاروبار بھی کرنا ہے، نوکری بھی کرنی ہے۔ تو پھر کیا ہوتا؟ عورت کو جب گھر سے نکلنا پڑتا تو بہت سے مرد اس سے جسمانی فائدہ اٹھانے کے لیے کس کس طریقے سے اس کا استعمال کرتے۔ تو عورت شریعت کا یہ حکم کہ عزت وناموس کی حفاظت کرنا ہے، پورا نہیں کر سکتی تھی۔

شریعت نے نظام ہی اتنا خوبصورت دیا کہ مرد کو حکم دیا کہ تم باہر کی ذمہ داریاں پوری کرو اور عورت کو حکم دیا کہ تم گھر کی ذمہ داری پوری کرو۔ اور اپنی آنے والی نسل کی شریعت کے مطابق تربیت کرو۔ آج جن گھروں میں مرد بھی کام کر رہا ہے اور عورت بھی کام کر رہی ہے تو بچے کون پال رہا ہے۔ Day Care Centre کی باتیں ہو رہی ہیں۔ کہ بچوں کو Day Care Centre میں چھوڑ دیا جائے۔ دوسرے لوگ پیسے لے کر ہماری اولادوں کو پالیں۔ تو جن کے بچے Day Care Centre میں پلیں گے تو ان کے بڑھاپے Old Homes میں ہوں گے۔ وہ پھر اپنے گھر میں نہیں ہوں گے۔ محبت ہی نہیں ہے ماں باپ سے، کوئی Attachement ہی نہیں ہے ماں باپ اور بچوں میں۔

ہمارے اور مغربی معاشرے میں کئی فرق ہیں۔

ہمارے ہاں ماں باپ بوڑھے ہو جائیں، ان کی عزت اور قدر بڑھ جایا کرتی ہے۔ ان سے دعائیں لینے کا ایک شوق دل کے اندر بیدار ہوتا ہے کہ ان سے زیادہ سے زیادہ دعائیں حاصل کریں۔ اور وہاں کیا ہوتا ہے وہاں ایک ذمہ داری ہوتی ہے۔ بچے کہتے ہیں کہ ان سے جلد سے جلد جان چھڑائیں اور سر سے اتاریں۔

مسلم معاشرے اور مغربی معاشرے میں فرق کیا ہے؟ شریعت میں عورت کو عورتوں سے تعلق رکھنے کا کہا ہے۔ حتیٰ کہ سکول، کالج، یونیورسٹی جتنے بھی ہیں وہاں پر پڑھنے پڑھانے والی سب عورتیں ہوں۔

شریعت نے مردوں کو الگ حکم دیا کہ وہ نگاہوں کو نیچی رکھیں، عورتوں کو علیحدہ حکم دیا کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں۔ بلکہ جتنی احتیاطی تدابیر ہو سکتی تھیں دونوں کو الگ الگ سمجھا دیا۔ عورتوں سے فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ (الاحزاب:33)

''اور تم گھروں میں قرار پکڑو اور زمانہ جاہلیت کی طرح اپنی زینت کو دکھاتی نہ پھرو۔''

اسی طرح شریعت نے ایک اور بہت خوبصورت طریقہ بتا دیا۔ اگر ایک عورت گھر میں اکیلی ہے اور باہر سے کوئی آ جائے سبزی والا، دودھ والا وغیرہ تو ان کے ساتھ وہ خاتون بات کس طرح کرے گی۔ قرآن میں فرمایا:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط﴾ (الاحزاب:53)

''اور جب تمہیں نبی (ﷺ) کی بیویوں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگا کرو۔''

تم پردے کے اندر رہ کر ان سے بات کرو۔ یعنی آمنے سامنے آنکھیں میں آنکھیں ڈال کے بات نہیں کرنا۔ یہ شریعت کی پاکیزہ تعلیمات ہیں۔ بعض دفعہ نامحرم سے بات چیت کرنی پڑتی ہے کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا ہے، کوئی لین دین کرنا ہے یا کسی غیر محرم سے ٹیلی فون کے ذریعے بات کرنی پڑ جائے وغیرہ تو اس کا اصول قرآن مجید نے بتا دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾ (الاحزاب:32)

''اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو گفتگو میں نرمی پیدا نہ کرو''

اپنی آواز میں لوچ اور نرمی پیدا نہ کرو۔ بلکہ ایک اجنبی انداز سے بات کرو یعنی روکھے انداز سے ۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ (الاحزاب:32)

''کہ وہ شخص جس کے دل میں روگ ہے وہ کسی لالچ میں پڑ جائے۔''

اگر ایسا نہ کیا اور آواز میں نرمی پیدا ہوئی تو جن مردوں کے دلوں میں مرض ہوگا وہ تمہاری طمع کرنے لگیں گے۔ یہ اللہ فرمارہے ہیں، یہ مرض ہے لوگ اسے محبت کا نام دیتے ہیں۔ یہ تو روحانی بیماری ہے۔ آج کل مردوں میں یہ مرض بہت زیادہ ہے۔ بہت تھوڑے ہوں گے جن کے دلوں میں خوف خدا ہوگا، ورنہ تو سارے ہی مریض ہیں۔ الا ماشاء اللہ! لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ کسی غیر محرم مرد کے اوپر قطعاً اعتبار کرنے کی ضرورت نہیں۔ عورت کے معاملے میں یہ موقع پرست ہوا کرتے ہیں، کہیں موقع ملے، کس طرح کا موقع ملے، ملاقات یا بات کرنے کا موقع ملے۔ بہر حال اللہ نے ایک اصول یہ فرمایا کہ غیر محرم سے بات کرنی ہو تو اس میں نرمی نہ ہو۔

دوسرا اصول: جتنی ضرورت کی بات ہو اتنی کی جائے اس سے زیادہ نہ کی جائے اور اس میں بھی یہ احتیاط برتی جائے کہ اگر کوئی جملہ دو لفظوں سے پورا ہو سکتا ہے تو بندہ تیسرا لفظ بھی نہ بولے۔ جتنی کم بات ہو اور اجنبی انداز سے ہو انسان کا ایمان اور پاک دامنی محفوظ رہے گی۔

جب سامنے نامحرم آجائے تو شریعت نے نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔ سامنے کوئی غیر محرم آجائے تو انسان فوری طور پر اپنی نگاہوں کو محفوظ کرلے۔ عورت کو یہ بھی تعلیم دی کہ اگر تمہارے بال ٹوٹ جائیں تو ان کو ایسی جگہ نہ پھینکو جہاں کسی غیر محرم کی نظر پڑے۔ شریعت ٹوٹے ہوئے بالوں کی بھی احتیاط کرنے کا کہہ رہی ہے۔ عورت کو یہ بھی حکم دیا کہ راستے میں درمیان میں چلنے کی بجائے ایک طرف ہو کر چلو۔ جب صحابیات چلتی تھیں تو ان کے برقعے اور چادریں کسی دیوار سے اٹک جایا کرتی تھیں۔ اگر عورت گھر سے باہر نکلے تو وہ اپنے آپ کو برقع میں لپیٹ کر نکلے۔

ایک اور احتیاط آپ لوگوں نے بھی دیکھی ہوگی۔ جب مرد کو دفن کیا جاتا ہے تو کبھی آپ نے دیکھا کہ چاروں طرف قبر کے گرد پردے لگائے گئے ہوں اور آواز دی جاتی ہو کہ پیچھے ہو جائیں۔ عورت کو جب بھی لے کر جاتے ہیں تو وہاں دو کام کیے جاتے ہیں۔ ایک آواز لگائی جاتی ہے کہ جتنے غیر محرم ہیں پیچھے چلے جائیں، دور ہو جائیں۔ پھر چاروں طرف چادریں تان دی جاتی ہیں۔ پھر اس مردہ عورت کو قبر میں اتارا جاتا ہے۔ جو شریعت ایک مردہ عورت کی میت کی اتنی فکر رکھتی ہے تو وہ ایک زندہ عورت کے لیے یہ کیسے گوارا کر سکتی ہے کہ وہ بال کھول کر لوگوں میں چلے پھرے۔

ایک صحابیہ ام خلاد انصاریہ رضی اللہ عنہا کا جوان بیٹا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کسی جہاد میں شہید ہوگیا۔ ان کو اطلاع ملی۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے کے بارے میں معلوم ہوا ہے کیا وہ شہید ہوگیا؟ رسول اللہ ﷺ نے تصدیق فرمائی کہ ہاں تمہارا بیٹا شہید ہوگیا۔ وہ اتنے پردے اور اہتمام کے ساتھ چادر وغیرہ لیے ہوئے تھیں کہ وہاں ایک صحابی کہنے لگے کہ اس عورت کو تو دیکھو کہ یہ اتنے غم کے اندر مبتلا ہے اور یہ اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر اچانک گھر سے نکلی ہے اور اس وقت بھی یہ اتنے پردے میں آئی ہے۔ صحابیہ نے جب یہ لفظ سنے تو وہ کہنے لگیں: ''میرا بیٹا فوت ہوا ہے میری حیا تو فوت نہیں ہوئی۔''

اسی طرح نامحرم کو ہاتھ لگانا یا لگنا کے بارے میں بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ بے پردہ عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو فرشتے فوری طور پر اس پر لعنت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ جتنی بھی بے پردہ عورتیں ہیں سب کے انٹرویو لے لیں میرا گمان ہے کہ پوری دنیا میں ایک بھی عورت ایسی نہیں ہے جو یہ کہے گی کہ میں سکون سے ہوں۔ دورِ صحابہ میں صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کے اندر شریعت تھی۔ ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے دین سیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ دربارِ نبوت میں یہ بات چیت چل رہی ہے کہ سب سے بہترین عورت کون سی ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ جس کو کوئی غیر محرم مرد نہ دیکھے اور نہ وہ کسی غیر محرم کو دیکھے تو یہ بہترین عورت ہے۔ حضرت علیؓ نے یہ واقعہ جب دربار رسالت میں سنایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ یعنی اس بات کو پسند فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بہترین پردہ کیا اور آپؓ اس بات پر انتہائی پریشان رہتی تھیں کہ جب میری موت آجائے گی اور میرا جنازہ جائے گا اس وقت کچھ لوگ میرا جسم نہ دیکھ لیں۔ اس بارے میں پریشان رہتی تھیں۔ تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ان کو ایک فارمولہ بتایا ہے کہ آپؓ کی یہ پریشانی دور ہو جائے گی کیونکہ میں نے حبشہ میں دیکھا کہ وہاں جب کسی کا جنازہ جاتا ہے تو اوپر جھاڑیاں رکھ دیتے ہیں۔ کیونکہ اس سے پتا نہیں چلتا کہ کوئی آدمی چھوٹا ہے، موٹا ہے یا پتلا ہے۔ آپؓ نے جب سنا تو ان سے کہا کہ میرا جنازہ اس طرح اور رات کے اندھیرے میں لے کے جانا۔ اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا انتقال ہوا اور پھر وہ میرے حجرے میں دفن ہو گئے تو میں وہاں پردہ کے بغیر جاتی تھی پھر میرے والد ابو بکرؓ کا انتقال ہوا وہ بھی وہاں دفن ہو گئے تو میں پردے کے بغیر جاتی تھی لیکن جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور وہاں دفن ہوئے تو میں پورا پردہ کر کے جاتی تھی کہ اب وہاں ایک نامحرم مرد دفن ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ کے دور کی خواتین اتنی احتیاط کرتی تھیں۔ ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہم لوگ خود ہی شریعت کی تعلیمات پر عمل کرنا نہیں چاہتے۔ جب گھر میں شادی ہو تو پورا اہتمام ہو کہ ہندوؤں کی کوئی رسم نہیں ہوگی، کسی قسم کی کوئی غیر شرعی چیز نہیں ہوگی یعنی گھر میں ڈھول، میوزک، بے پردگی نہیں آئے گی۔ اس کو آزما کر دیکھیں تو الا ماشاء اللہ! کوئی ایک آدھ ہی اس پر عمل کرے گا۔

ابھی ہمارے گھر میں ہماری کوئی بیٹی یہ ارادہ کرلے کہ میں نے آج سے شرعی پردہ کرنا ہے تو پھر دیکھیں ہمارا مزاج کیا بنتا ہے۔ ہم سے برداشت ہی نہیں ہوگا۔ یاد رکھیں! جب انسان دین پر عمل کر سکتا ہے اور نہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ وہ حالات لے آتے ہیں کہ اگر یہ عمل کرنا چاہے گا تو نہیں کر سکتا۔ آج موقع ہے کہ ہم نماز کی پابندی کر لیں اگر ہم نہیں کرتے تو پھر ایک ماحول آ سکتا ہے کہ ہم نماز پڑھنا چاہیں گے لیکن وہ پڑھنے نہیں دیں گے۔ آج موقع ہے کہ ہم پردہ کر لیں، گھروں میں پردے کا رواج دے دیں اور اگر ہم نے آج نہ کیا تو ایک موقع آئے گا کہ ہم چاہیں گے بھی تو پردہ نہیں کر سکیں گے اور نہ کروا سکیں گے۔ آج موقع ہے کہ ہم دینی مدارس میں پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھیں اور بڑھا دیں اور اگر ہم نے یہ نہ کیا تو ایک موقع آئے گا کہ ہم مدرسے تلاش کریں گے

تو مدد سے نہیں ملیں گے ۔ دین ایک نعمت ہے لیکن اگر ہم نے اس کی ناقدری کی تو یہ نعمت ہم سے واپس لے لی جائے گی۔ جو پروردگار نعمتیں دینا جانتا ہے وہ نعمتیں واپس لینا بھی جانتا ہے۔ دین کسی کی وراثت میں نہیں آتا عالم کا بیٹا عالم ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ عمل کرنا پڑے گا۔ اس کی مثالیں ہیں ۔ صحیح بخاری ، صحیح مسلم، ابوداؤد لکھنے والے لوگ کون ہیں یہ سارے غیر عربی ہیں ۔ یہ سارے ازبکستان ، آزر بائیجان وغیرہ کے علاقوں کے رہنے والے ہیں ۔ انہوں نے وہاں سے آگے محنت کی تو اللہ نے وقت کے امام بنا دیے ۔ قیامت تک امام بخاری نام زندہ رہے گا۔ جس نے اللہ کے دین کی قدر کی اللہ نے اس کو چار چاند لگا دیے ۔ اسی طرح اندلس (سپین) میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک حکومت کی۔ لیکن آج وہاں کلمہ پڑھنے والا کوئی نہیں ۔ مسجدوں کے اندر بت رکھ دیے گئے ہیں ۔ یعنی مسجدوں کو عجائب گھر بنا لیا گیا اور غیر شرعی چیزیں وہاں موجود ہیں ۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے دین کی قدر نہیں کی تو اللہ نے دین وہاں سے اٹھا لیا۔

آج الحمد للہ! پاکستان میں دین موجود ہے، ہمیں چاہیے کہ ابھی وقت ہے اس کی قدر کر لیں ، دین والوں اور دینی اداروں کی قدر کر لیں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی رہیں گی لیکن اگر ہم نے دین کی ناقدری کی تو پوری قوم پر سزا آئے گی۔ ہمارا دینی شعائر کی ناقدری کا سلسلہ بڑھ رہا ہے اور ہم خود اس کی قدر کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ ہمارا لباس ، معاشرت ، سب بدلتے چلے جا رہے ہیں ۔ آج ہماری خواتین کا لباس حضرت عائشہ ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما والا نہیں ہے بلکہ انڈین اداکاراؤں اور فاحشہ عورتوں والا ہے ۔ ہمارے گھروں میں اب تو پردہ بھی نہیں ہے اور یہ ہم نے خود چھوڑ دیا۔ اور شرعی پردہ کرنے والے تو اور بہت کم ہیں ۔ جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت برقع بڑی اچھی شکل کا ہوتا تھا یعنی شٹل کاک برقع ہوتا تھا جس میں تمام جسم ڈھانپا ہوتا تھا لیکن اس کے بعد سادہ برقع آیا وہ ختم ہوا تو چادر آ گئی ، چادر کے بعد دوپٹہ آ گیا اور اب وہ ختم ہوا تو ایک ہاف شیپ آ گئی او ر اب وہ بھی ختم ہوگئی ہے اور سلیولس (sleeveless) آ گئی ۔ اس وقت بازاروں میں عورتوں کے ایسے ایسے سوٹ لٹکے ہوئے ہیں کہ اس میں تقریباً آدھا جسم ننگا نظر آتا ہے ۔ ہماری چار پانچ سال کی بچیوں کا لباس کیا ہے یہی جب تیس سال کی ہوں گی تو ان کی بچیاں کیا پہن رہی ہوں گی ۔ ستر سالوں میں تدریجاً یہ کام ہوا ہے ۔ آج ہماری بچیاں جب بڑی ہوں گی تو یہ برقع نہیں پہنیں گی ۔ تو ستر سال میں لباس کا تو جنازہ نکل گیا ۔ آگے تیس سال کے بعد جب سو سال پورے ہوں گے تو ہم کہاں ہوں گے ۔ اس کی کون فکر کرے گا؟ ہمیں ہی کچھ سوچنا ہوگا اور اس گراوٹ کو روکنا ہوگا ۔ ابھی عورتوں کے عالمی دن پر بے حیائی کے چند نمونے نظر آئے ہیں ۔ یہ پوری قوم کو دکھایا جا رہا ہے کہ ہماری تنہائیاں پاکیزہ نہیں رہیں وہ غیرت ، جذبات ، اللہ سے تعلق ، وہ خوف خدا ، وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے پاک دامن حاضر رہنے اور کھڑے ہونے کا شوق وہ سب نہیں رہا ۔ چند لوگ تو کھل کر سامنے آ گئے لیکن ہم لوگ ڈھکے چھپے انداز میں کیا نہیں کر رہے ۔ تو ہم اپنی اور اپنے گھروں کی فکر کریں کہ میں نے کیسے اللہ کے سامنے اپنے آپ کو پاک دامن پیش کرنا ہے ۔ میری تنہائیاں اللہ کی یاد کے ساتھ آباد ہوں ، اللہ کی محبت میں آباد ہوں ۔ گناہوں سے ہم بچنے والے بنیں ۔ ایک سوال پوچھتا ہوں ، کیا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ پاکستان اسلامی ریاست بن جائے اور مدینہ کی ریاست بن جائے؟ جو یہ چاہتا ہے تو وہ آج اپنے گھر کو اس جیسا بنا لے جیسے مدینہ والوں کے گھر تھے ۔ لیکن اس کے لیے ہم میں سے کوئی بھی تیار نہیں ہوگا ۔ الا ماشاء اللہ! ہم یہ تو چاہتے ہیں کہ دین آ جائے اور آرڈر نافذ ہو جائے لیکن جو آرڈر آج سے چودہ سو سال سے آیا ہوا ہے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو وہ ہم سے ہوتی نہیں لیکن حکومت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہم پر دین کو لاگو کریں ۔ اس چھ فٹ کے جسم پر شریعت لاگو نہیں کر سکتے تو پورے ملک میں کیا لاگو کریں گے ۔ آج جو لوگ بھی یہاں موجود ہیں وہ ارادہ کریں کہ اپنے جسم پر اور اپنے گھر پر جہاں ان کی حکومت ہے ریاست مدینہ بنائیں گے ۔ ایک ایک کر کے پورا ملک ریاست مدینہ بن سکتا ہے ۔ اس کے لیے محنت کرنی ہوگی فکر کرنی ہوگی ، اوپر سے کوئی آرڈر آ جائے اور ریاست مدینہ بن جائے ایسا کوئی سلسلہ مجھے نظر نہیں آتا ۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے ۔ لیکن ہم میں سے جن لوگوں نے کہا ہے اب ان پر حجت قائم ہو چکی ہے ۔ اب اگر انہوں نے اپنے گھروں کو مدینہ کے مطابق نہیں بنایا تو قیامت کے دن اللہ ان سے ضرور پوچھیں گے ۔ ہم دنیوی معاملات میں خود سب کچھ کرتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں بھی ہمیں خود یہ کرنا ہوگا ۔ ہم خود کیوں نہیں کر پاتے اصل میں ہمارے اندر سب سے بڑی کوتاہی یہ ہے کہ ہم دوسروں کی کمی کوتاہی کو دیکھتے ہیں لیکن اپنی کوتاہی کو نہیں دیکھتے ۔ ہم اپنی برائیاں بھولے بیٹھے ہیں ۔ اگر ہم دوسروں کو چھوڑ کر اپنے اندر کی کمیوں کوتاہیوں کو درست کرنے پر لگ جائیں تو معاشرہ درست ہو جائے گا ۔ ان شاء اللہ! مجھے تو آگے آنے والا وقت بہت مشکل لگتا ہے ۔ اس میں بے حیائی ، بے دینی اور تباہی محسوس ہو رہی ہے ۔ اللہ نہ کرے کہ جیسے اللہ نے اندلس کا معاملہ کیا کسی اور خطے کے بارے میں اللہ کا فیصلہ نہ آ جائے ۔ میں ثمرقند ، بخارا گیا ہوں ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے نوے ہزار لوگوں کو بخاری پڑھائی تھی لیکن ان کی مسجد میں گیا تو وہاں ہم صرف تین نمازی تھے ۔ وہاں کے مدارس میں گیا ۔ وہاں تو کلچرل سنٹر بنا ہوا ہے ، وہاں نشہ بھی ہے اور ہر طرح کی دنیا کی لذتیں چل رہی ہیں ۔ لیکن ان مدارس میں اللہ اور رسولؐ کا نام لینے والا کوئی نہیں ہے ۔ یہ کیوں ہوا اس لیے کہ مسلمانوں نے ناقدری کی ۔ ابھی ہمارے پاس وقت ہے کہ ہم دین کی قدر کر لیں ، دین والوں سے جڑ جائیں ، اللہ مہربانی فرما دیں گے ۔ اگر ہم اپنے گھروں میں دین نہیں لا سکے ، اپنے جسم کو شریعت کے مطابق نہیں ڈھال سکے ، اپنے گھر کو اسلامی ریاست والا گھر نہ بنا سکے تو پھر دوسروں سے امید رکھنا کہ وہ ملک کو اسلامی ریاست بنا دیں گے انصاف کے خلاف ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے ۔

❀❀❀

آزادیٔ نسواں

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند
کیا فائدہ، کچھ کہہ کے بنوں اَور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں، معذور ہیں، مردانِ خرد مند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیٔ نسواں کہ زمرّد کا گلوبند!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

40

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

129	علم و حکم از رقصِ جاں آید بدست	ہم زمیں ہم آسماں آید بدست!

انسان جب حقیقت کبریٰ (خدا) کو پا لیتا ہے تو روح رقص میں آجاتی ہے اور اس سے انسان کے اندر علم و حکمت کے دروازے کھلتے ہیں اور انسان پر ماورائی حقائق آشکار ہوتے ہیں اور زمین و آسمان کے پوشیدہ حقائق بھی نظر آنے لگتے ہیں

130	فرد از وے صاحبِ جذبِ کلیم!	ملّت از وے وارثِ ملک عظیم!

(عزیز من! کاش تجھے یہ بات سمجھ آجائے کہ) روح کی تسکین سے فرد نوع بشر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سے جذبے میں سے حصہ پاتا ہے (اور اگر یہی جذبہ) ایک ملت (امت مسلمہ) میں پیدا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ ایسی ملّت کو 'وارث ملک عظیم' یعنی 'تمکن فی الارض' اور دنیاوی اقتدار عطا فرما دیتا ہے

131	رقصِ جاں آموختن کارے بود	غیرِ حق را سوختن کارے بود

اے جانِ پدر! روح پر توجہ کرنا اور اس کی تسکین کا سامان (رقص) کرنا ایک مشکل اور عزیمت کا کام ہے (کہ تہذیب فرنگ اس سے عاری ہے اور عالم اسلام پر غنودگی کی کیفیت طاری ہے اس کام کا چلن نہیں) اس کام سے (مادیت کو پیچھے کردینا مرجوح بنا دینا اور روح کو راجح کرکے اہمیت دینا) غیر اللہ اور ماسویٰ اللہ سے نگاہ، اُمید اور توقع ہٹا لینا مراد ہے اور یہ کام بڑی ہمت کا طالب ہے

129۔ روح کی بالیدگی اور خودی کو خدا شناسی و وحی شناسی کے تابع کرکے اُڑان بھرنے کا موقع ملے تو زمینی مادی حقائق سے کہیں آگے، انسان کے لیے کائنات کے ماورائی حقائق کے 'علم و حکم' کے راستے کھلتے ہیں اور قرآن کی زبان میں ایسے 'اولوا الباب' کے لیے جو خدا شناسی سے بھی بہرہ مند رہیں افلاک سے کہیں آگے اور سدرۃ المنتہیٰ کے 'اُس پار' بھی جولانیاں دکھانے کے امکانات پیدا ہوجاتے ہیں ★۔

130۔ (باپ بیٹے کا رشتہ کئی نزاکتیں رکھتا ہے۔ علامہ اقبال اپنے فرزند ارجمند کو اپنے افکار کو حرز جان بنانے کے لیے زور ڈالنے سے گریز کرتے ہوئے اسے پیر رومی کے افکار کی پیروی کا درس دے رہے ہیں ورنہ قرآن مجید کی ترجمانی کے لحاظ سے کلامِ اقبال مثنوی روم سے کم نہیں بلکہ صحیح تر الفاظ عصر حاضر کی مغربی تہذیب کی چمک کے مدمقابل کھڑا رہنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کلام اقبال ہی بہت بڑا ہتھیار ثابت ہوسکتا ہے اور اس سے بڑھ کر خود قرآن مجید کے علوم کا از خود حصول ہے۔ واللہ اعلم)

اے پسر! اگر تم پیر رومی سے مستفیض ہوکر قرآن مجید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے سایہ میں آجاؤ۔ اس خاکی جسد کے ساتھ اپنی خودی کو بھی بیدار کرکے اس کے تقاضے پورے کرو تو مادی علوم کے ساتھ روحانی علوم اور ماورائی حقائق تک بھی تمہاری رسائی ہوگی اور تم اس راہ پر چل کر انفرادی سطح پر 'جذبِ کلیم' میں ایک حصہ پاؤ گے اور سیّدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ کے حوضِ کوثر سے سیراب ہوکر سیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مستنیر ہوگے جبکہ تم دوسروں کو بھی اسی راہ پر لگاؤ۔ اُمت مسلمہ اور ملت اسلامیہ کو مغربی تہذیب کے زہریلے ماحول سے بچا کر ان کو قرآنی حقائق سے آگاہ کرنے کا کام کرو تو اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو دنیا میں 'ملک عظیم' عطا فرمائے گا جہاں خود شناسی و خدا شناسی کا دور دورہ ہوگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ تاریخ انسانی کے پانچ ادوار میں آخری دور کا ظہور ہوجائے گا یہی دور ہوگا جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دور ثانی ہوگا اور حکمران 'الراشدین المہدیین' کے مصداق مہدی ہوں گے جس کا انتظار کرتے کرتے اُمت کی آنکھیں تھک رہی ہیں۔

131۔ (اے قارئین کرام!) رقص جان ــــ جسمانی و روحانی تقاضوں کا اعتدال کے ساتھ اہتمام کرتے ہوئے ــــ جہادِ زندگانی میں مشغول رہنا ایک مشکل اور محنت طلب کام ہیں۔ مغربی تہذیب کا غلبہ ہے جبکہ مغربی تہذیب ظاہر و باطن میں خالص مادی تہذیب ہے اور اس کا منتہائے مقصود صرف جسمانی لذت (جائز و ناجائز طریقے سے) کا حصول ہے اور یہ لذت صرف انسانی جبلی تقاضوں تک محدود ہے اور مسلم اُمت مغربی تہذیب کی غلامی میں محو خواب خرگوش ہے لہٰذا 'رقص جاں' کے لیے کوشش اور اس فکر کی آبیاری ایک ایسا کام ہے جس کے لیے سازگار ماحول نہ مغرب میں ہے نہ مشرق میں اور 'رقص جاں' میں پختگی کے لیے اس کے مخالف داعیات و نظریات کو دور کرنا اور دبانا (غلامی کے دور میں) بہت مشکل کام ہے لیکن ناگزیر بھی ہے تاکہ اپنی خودشناسی و خداشناسی کی شناخت برقرار رکھ سکیں۔

★ بقول اقبال

ؔ محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پر جو ڈالتے ہیں کمند

ؔ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اسلام میں عورت کا مقام

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

بعض جدید تعلیم یافتہ حضرات جن کو پڑھے لکھے جاہل کہنا زیادہ مناسب ہے، ان کی طرف سے یہ بات تواتر کے ساتھ کہی جا رہی ہے کہ عورت ہمارے معاشرے کا مظلوم ترین طبقہ ہے۔ اس کے حقوق پامال ہو رہے ہیں، اس کا استحصال ہو رہا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بات بھی کہی جا رہی ہے کہ یورپ نے عورت کو آزادی دی ہے، اس کو حقوق دیے ہیں، اس کو مردوں کے برابر لا کھڑا کیا ہے جس کی بدولت وہ خوب ترقی کر رہی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کسی مذہب، کسی تمدن، کسی سوسائٹی اور کسی قانون نے عورت کو وہ مقام اور مرتبہ نہیں دیا جو اسلام نے اسے دیا ہے۔

تاریخ اُٹھا کر دیکھیے! قدیم یونان میں عورت کو شیطان کی بیٹی اور نجاست کا مجسمہ سمجھا جاتا تھا، وہ غلاموں کی طرح بازار میں بیچی جاتی تھی، میراث میں اس کا کوئی حق نہ تھا۔

رومیوں نے عورت کو جانور کا مقام دیا تھا۔ نکاح کو عورت کے خریدنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، اُصولاً عورت کو ہمیشہ نابالغ سمجھا جاتا تھا، معمولی قصور پر عورت قتل کر دی جاتی تھی۔

اہل عرب زمانۂ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔

یہودیوں کے ہاں کافی عرصہ اس بارے میں اختلاف رہا کہ عورت انسان ہے بھی یا نہیں، بہت سوں کا خیال تھا کہ عورت ایک انسان نما حیوان ہے جسے مردوں کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

ہندو عورت کی جداگانہ حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے تھے، شوہر مر جاتا تو بیوی کو بھی شوہر کی چتا پر زندہ جل کر مر جانا پڑتا تھا۔

عیسائیوں کے ہاں عورتوں کی کیا قدر و قیمت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سن 582ء میں کلیسا کی ایک مجلس نے فتویٰ دیا تھا کہ عورتیں روح نہیں رکھتیں۔ عجیب اتفاق ہے کہ جب کلیسا یہ فتویٰ جاری کر رہا تھا کہ عورتوں میں روح نہیں ہوتی اس سے چند سال پہلے جزیرۃ العرب میں وہ آخری نبی پیدا ہو چکا تھا جو تمام کچلے ہوئے انسانوں کے حقوق کا محافظ تھا۔

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ نے عورت کو ذلت اور پستی کی گہرائیوں سے اُٹھایا اور عظمت و رفعت کے بلند مقام پر فائز کر دیا۔

اگر آپ دوسری تہذیبوں کے مقابلے میں اسلام کا مطالعہ کریں تو آپ بے ساختہ بول اُٹھیں گے:

عورت تحت الثریٰ تھی اسلام نے اس کو فوق الثریا پہنچا دیا......

وہ گرد راہ تھی اسلام نے اس کو سرمۂ چشم یعنی نورِ چشم بنا دیا......

وہ کانٹوں کے بستر پر تھی اسلام نے اس کو پھولوں کی سیج پر بٹھا دیا......

وہ موت و حیات کی کشمکش میں تھی اسلام نے اس کو زندگی عطا کی......

وہ زیبِ میخانہ تھی اسلام نے اس کو زینتِ کاشانہ بنا دیا......

وہ پامال تھی اسلام نے اس کو باکمال بنا دیا......

وہ برباد تھی، ناشاد تھی اسلام نے اس کو شاد کیا، آباد کیا......

اس کا کام صرف مرد کے دِل کو لبھانا تھا اسلام نے اس کے ذمے گھر کو سجانا لگا دیا۔

موازنہ کیجیے! کہاں تو ایک طرف وہ معاشرہ تھا
جس میں بیٹی کا ہونا باعثِ شرم تھا
وہ پاپ تھی، مجسم گناہ تھی
نحوست تھی، بدبختی کی علامت تھی
وہ شیطان کا نمائندہ تھی، زہریلا سانپ تھی
وہ کڑوا گھونٹ تھی، ہاتھوں کی میل کچیل تھی
وہ پاؤں کی دھول تھی، بوجھ تھی، اسلام نے اسے عظمت عطا کی، عزت دی۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ اسلام عورت کے حسن کو، اس کی جوانی کو پردے میں رکھنا چاہتا ہے لیکن اسلام عورت کو آزادی دیتا ہے، اسلام عورت کے عمر کے ہر حصے میں قابل احترام ٹھہراتا ہے۔

اسلام عورت کو بچپن میں شفقت دیتا ہے۔

اسے جوانی میں محبت دیتا ہے۔

اسے بڑھاپے میں عظمت دیتا ہے۔

اسے مرنے کے بعد دعائے مغفرت کا حق دیتا ہے۔

میں یورپ کے اندھے پرستاروں سے پوچھتا ہوں! تم نے عورت کو کیا دیا؟

تم کہتے ہو ہم نے عورتوں کو حقوق دیے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ تم نے عورت کے حقوق چھین لیے۔

تم نے عورت کی مامتا گم کر دی......

تم نے عورت سے اس کا گھر گرہستن کا کردار چھین لیا......

تم نے بہن کے سر سے آنچل کھینچ لیا......

تم نے بیٹی کو شفقت اور محبت سے محروم کر دیا......

تم نے عورت کے حسن کو تماشا بنا دیا......

تم نے اس کی جوانی کو کھلونا بنا دیا......

تم نے اس کے جسم کو جنسِ ارزاں قرار دیا ہے......

تم عورت کو شمعِ محفل بنانا چاہتے ہو۔ اسلام نے اس کو زینتِ کاشانہ بنایا ہے......

تم عورت کے حسن کو اُجاگر کرنا چاہتے ہو اسلام نے اس کی نسوانیت کو نمایاں کیا ہے......

تم عورت کی قیمت اس کے ظاہر سے لگاتے ہو اسلام اس کی قدر باطن کے اعتبار سے کرتا ہے......

تم عورت کو چوراہے پر لانا چاہتے ہو لیکن اسلام اعلان کرتا ہے......

اللہ تعالیٰ کے بندو! عورت کو عورت ہی رہنے دو اسی میں فائدہ ہے......

عورت کا بھی، مرد کا بھی، بچوں کا بھی، تمدن کا بھی، گھر کا بھی، دین کا بھی، دنیا کا بھی۔

آپ اسلام کے علاوہ کوئی بھی ایسا مذہب نہیں دکھلا سکتے، کوئی بھی ایسا قانون نہیں بتلا سکتے......

جس میں بیٹی کی تربیت کو جنت کی ضمانت بتلایا گیا ہو......

جس میں اچھی بیوی کو آدھا ایمان قرار دیا گیا ہو......

جس میں ماں کو اُف تک کہنے کی اجازت نہ ہو......

جس میں ماں کے قدموں کے نیچے جنت بتائی گئی ہو......

جس مذہب نے عورتوں کو اس وقت عزت دی ہو جب عورت کے انسان ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بحثیں ہو رہی تھیں۔

پھر آپ سوچتے تو سہی کہ اسلام عورت کو حقارت کی نظر سے دیکھ بھی کیسے سکتا ہے؟ جب کہ عورت کے بطن سے نبی بھی پیدا ہوتا ہے، صحابی بھی پیدا ہوتا ہے اور محدث، مفسر، قطب، ابدال، ولی بھی اسی کے پیٹ سے جنم لیتا ہے۔

اسلام اگر عورت کو حقوق نہ دیتا تو اسلامی تاریخ میں کوئی صحابیہ، کوئی عالمہ، کوئی محدثہ اور کوئی مفسرہ، پیدا نہ ہوتی۔ اگر اسلام عورت کو حقوق نہ دیتا تو ہماری تاریخ میں سیدہ عائشہ ؓ، سیدہ فاطمہ ؓ نہ ہوتیں، حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ اور حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نہ ہوتیں۔

اسلام پر طعنہ زنی کرنے والو!

اگر اسلام عورت کو حقوق نہ دیتا تو سنگدل باپ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے رہتے۔

اگر اسلام عورت کو مقام نہ دیتا تو بیٹی کی پیدائش پر کوئی باپ سر اُٹھا کر نہ چل سکتا۔

اگر اسلام عورت کو آزادی نہ دیتا تو کسی عورت کو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جاہ وجلال والے خلیفہ پر برسرِ عام تنقید کی جرأت نہ ہوتی۔

اگر اسلام عورت کو مقام نہ دیتا تو وہ ہمیشہ کی طرح بتوں اور دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھتی رہتی۔

اگر اسلام عورت کو حقوق نہ دیتا تو مسلمانوں میں بھی بیویوں کو طلاق دینے اور گھر سے نکالنے کا سلسلہ عام ہوتا۔

اگر اسلام عورت کو عظمت نہ دیتا تو بوڑھی مسلمان خواتین کے لیے بھی ریٹائرڈ ہوم تعمیر کروانے پڑتے۔

اسلام نے عورت کو جو صحیح مقام دیا ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کیجیے اور یورپ کے سراب کے پیچھے چل کر اپنے گھر کی پُرسکون زندگی کو، اپنے عزت ووقار کو، اپنے دین اور دنیا کو تباہ نہ کیجیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری قوم کو ان نام نہاد وکیلوں اور جھوٹے غم خواروں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁ ❁ ❁

ہر میر کارواں سے مجھے پوچھنا پڑا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان میں ہونے والی رنگ رنگیلی سرگرمیوں کا تسلسل اگر دیکھا جائے تو محسوس یہ ہوتا ہے کہ ملک سارے مسائل سے عہدہ برآ ہو چکا۔ ایک ایسے دور سے گویا گزر رہا ہے جو معاشی طور پر نہایت مستحکم، ترقی کی ساری منزلیں سر کر کے اب فراغت کے مرحلے میں ہے۔ حالانکہ گلوبل مارکیٹ ریسرچ کے مطابق 31 فی صد ملازمتیں ختم ہو چکیں۔ باقی بھی خطرے سے دوچار ہیں! تعلیمی فکر سے بھی فارغ ہیں۔ لہٰذا نوجوان نسل نے پہلے زبردست یومِ عشق عاشقی ملک گیر سطح پر منایا۔ چار پانچ دن ویلنٹائنی سرخ گلابوں کے غلغلے سوشل میڈیا، چینلز، سکول کالجوں، یونیورسٹیوں میں چھائے رہے۔ پرائمری سطح سے یہ (ہماری قومی اہم ضروریات میں سے ایک ہونے کی بنا پر!) بچوں کی تربیت میں اتارا جا رہا ہے۔

اسی اثناء پی ایس ایل 2020ء کے چوکے چھکے خون گرمانے کو شروع ہو چکے ہیں۔ آغاز پاکستان بھر سے اکٹھے کیے گئے ناچ گانے والے بینڈ باجگان سے ہوا۔ مرد وزن، فنونِ لطیفہ کا ہر ذوق ذائقہ چکھانے کو 350 کی تعداد میں موجود تھے۔ 'دی نیوز' کی خبر کے مطابق شائقین میں بجلی دوڑانے کو۔ چلئے پاکستان میں بجلی کی کمی ایسے ٹرانسفارمر نما پرفارمر اگر پوری کر دیں تو یہ تجربہ بھی کر دیکھیں۔ قبل از پاکستان ولولے تازہ کرنے، احساسات وجذبات کو مہمیز لگانے کو علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خان کی شاعری، مولانا محمد علی جوہر، شوکت علی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقاریر کام آتی تھیں۔ نوجوان خون میں برقی رو دوڑ جاتی تھی۔ غلامی کی زنجیریں توڑ پھینکنے کی قوت کا اظہار غاصب حکمرانوں پر لرزہ طاری کر دیتا۔ کہیں تحریک خلافت اٹھا کھڑا کرتے، کہیں جواب شکوہ پر ہچکیاں سسکیاں احساسِ زیاں کا اظہاریہ بن جاتیں۔ طرابلس کے شہیدوں کا نوحہ پڑھے جانے پر مجمع آہیں بھرتا، ٹوپیاں اچھالتا، کچھ کر گزرنے کے جذبوں سے معمور، استعمار کے خلاف سراپا غیظ وغضب ہوتا۔

''اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تاخاک بخارا وسمر قند''

کا دور تھا یہ۔ اس ولولے نے ہمیں آزادی کی منزل سے ہم کنار کیا۔ رئیس الاحرار کے خطاب چلتے تو رات گزرنے کا پتہ ہی نہ چلتا۔ پاکیزہ، ایمانی، نظریاتی، پُرعزم جوانیاں تشکیل پائیں۔ لیکن پھر ہم آزاد ہو گئے! گویا شتر بے مہار ہو گئے۔ نائن الیون کے بعد تو بالکل ہی مادر پدر آزاد، خدا اور رسول سے آزاد، لال لال لہرانے اور ''میرا جسم میری مرضی'' جیسے نعرے لگانے کے دور میں آن پہنچے۔

ہم نے حکمرانی کے لائق بھی بالآخر انہی کو پایا جو ان دیسی پرانے تصورات سے بھی ہمیں آزادی دلا کر ''کچھ نیا کرو'' برانڈ ہوں۔ بینڈ باجوں، ڈی جے بھرے مخلوط دھرنوں نے بالآخر یہ دن ہمیں دکھایا کہ بھلے کرونا سر سرا تا رہے۔ کیماڑی میں پراسرار موت بانٹنے والی ہوا چل پڑے۔ آٹا چینی بحران، گیس بجلی، روزگار سے محرومی اور خودکشی ارزاں کا بحران راج کرے۔ وحشت درندگی ننھے بچوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر ہمیں منہ دکھانے اور جینے کے قابل نہ چھوڑے۔ لیکن گھول بتاشے پئیں! ملک سارا وقت ناچتا گاتا بجاتا رہے! دھرنے کا حقیقی چہرہ بھی تو یہی تھا۔ سو اب سردیوں کی یخ بستہ شاموں کو گرمانے کا سامان اگر حکومت اَن تھک فراہم کر رہی ہے تو مضائقہ ہی کیا ہے! کشمیری اپنی جنگ خود لڑ لیں گے، بہادر ہیں۔ آخر ہم گزشتہ بیس سالوں سے تو ان سے منہ موڑے ہوئے ہی تھے۔ خاردار تاریں ہم نے بھارت کو لگانے کی اجازت یونہی تو نہ دی تھی۔ ان کا کیس لڑنے برطانوی پارلیمانی گروپ آ گیا، ہم نے زبردست خوش آمدید کہی، جہاں چاہیں جائیں۔ گوروں کے آنے کے ہم یوں بھی بہت قدردان ہوتے ہیں، سو بسم اللہ! کشمیر کا کیس تم لڑ لو، ہم ذرا موج میلہ کر لیں! مسائل کا منہ اللہ ہمیں کبھی نہ دکھائے۔ اس کے ہم اہل ہی نہیں۔

ملاحظہ ہو کیماڑی سانحہ۔ 300 متاثر ہوئے، 14 جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ 95 مزید سانس کی تکالیف سے ہسپتالوں میں پہنچے۔ بے ہوش ہو گئے۔ پہلے تشخیص ہوئی کہ امریکی جہاز سے اتاری جانے والی سویابین کے اثرات تھے۔ پھر بہت شدت سے اس کا انکار اور غم وغصے

کا ظہار ہوا کہ ایسا ہرگز نہیں۔ ہم بھی کہتے ہیں، نہیں ہوگا۔ امریکی زہر پھانکتے ہمیں 20 سال ہونے کو آئے اس سے ہم نہیں مرا کرتے۔ کوئی گیس نما شے تھی جو بلا بن کر پھر گئی۔ جتنی جانیں جانی تھیں چلی گئیں۔ ہوا خود بخود بتدریج صاف ہو گئی۔ ہم صرف لکیر پیٹتے رہے۔ سادہ بات ہے، تحقیق طلب نہیں۔ موت کا فرشتہ سبب بنا اموات کا۔ جتنوں کو حکم ہوا لے گیا۔ لوگ تو بلا وجہ بات کا بتنگڑ بنا کر سیاست کھیلتے ہیں۔ میٹنگ ہوئی، اس میں حکومتی عہدیدار، قانون نافذ کرنے کے ذمہ داران بھی موجود تھے (گستاخ گیس کے لیے سراپا قہر) ماحولیات کے ماہرین، کے پی ٹی والے، سائنس دان بھی آئے۔ تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے۔ اس اثناء اگلی چار چھ مزید بریکنگ نیوز اور پی ایس ایل کا ہلہ گلا بہت کچھ بھلا دے گا۔ اللہ اللہ خیر سلا۔

ابھی تو مارچ کا مہینہ اپنے جلو میں مزید دھما کا خیز اچنبھے، حیرانیاں لیے آ رہا ہے۔ مارچ میں مارچ ہوگا جس کی بھرپور تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں۔ یہ عورت بریگیڈ کا مارچ ہے جس میں غیرت بریگیڈ کی فوتیدگی کا پورا سامان ہے! پاکستان کو روشن خیالی کے ایسے تارے دکھانے کی تیاری ہے کہ مردوں کو دن میں تارے دکھائی دیں گے۔ پاکستان کو یہ منزلیں سر کروانے کے اہتمام کا ڈول پرویز مشرف ڈال گیا تھا۔ یادش بخیر این جی اوز، موم بتی مافیا، ملٹی نیشنلز، غیر ملکی امدادی و حکومتی ادارے خوب متحرک رہے ہیں۔ گلابی سکوٹروں کی فراہمی سے نوجوان لڑکیوں کو حیا باختہ با اختیاری کی راہوں پر گامزن کرنا۔ بے روزگار جوتیاں چٹخاتے مردوں کی جگہ لڑکیاں ہر جگہ بھرتی کرنا۔ ہوش و حواس مختل، معطل کر دینے والے حلیوں اور لباسوں کی فراوانی۔ گھر خاندان توڑنے، عورت کو آزادی، خود مختاری کا نشہ دے کر باغی، سر چڑھی، بے قابو جنسِ بازار بنا دینا۔ چیختی چلاتی، مردوں کے بیچ (باریک سی) نسوانی آواز میں رعب گانٹھتی، نسوانیت پر تہمت لگاتی اب جا بجا دیکھی جا سکتی ہے۔

حال ہی میں ٹریفک پولیس سے لڑتی جھگڑتی عین اسی حال حلیے کی ایک ننھی سی نے (جسے پولیس نے ڈرائیونگ کے دوران موبائل کے استعمال پر روکنے کی گستاخی کی) جو منحنی سی چنگھاڑتی قیامت کھڑی کی! سوشل میڈیا پر خوب بھد اڑائی گئی۔ عورت کا وقار پامال ہوا۔ یہ لڑکی مخنث زبان (انگریزی اردو کا ملغوبہ) میں چن چناتا ہوا احتجاج کر رہی تھی کہ ''یہ پاکستان ہے؟ یہ مسلمان ملک ہے؟ اور اس میں عورت سے (پولیس والے نے) پنجابی میں بات کرنے کی جرأت کیسے کی؟ مسلمان ملک میں تم اس طرح پنجابی میں بات کیسے کر سکتے ہو؟!'' (عربی میں کرتے؟ اگرچہ بی بی کا حلیہ اور زبان انگریزی تھی)۔ ٹوکے جانے پر چلائی: ''تم صرف شٹ اپ ہو جاؤ! اس ملک میں عورتوں کے کوئی حقوق نہیں ہیں''۔ اس نئی عورت کا حق یہ ہے کہ اس سے انگریزی ملی اردو میں بات ہو؟ (گلف نیوز۔ 19 فروری) یہ مناظر بھگتنے کو تیار رہیے۔

ابھی تو 8 مارچ کی تربیت جو دی جا رہی ہے اس کی تیاری کی وڈیو کلپس میں مردوں کو Rapist (عصمت دری کے مجرم) کا یکساں خطاب دیا جا رہا ہے۔ مرد و زن باہم دگر مقابلے، دنگل کے مغربی فساد کو ہمارے خاندانی نظام کی چولیں ہلانے کو بویا جا رہا ہے۔ مخلوط ویلنٹائن ڈے، موسیقی پروگرام، اسلام آباد میں نجی سکول کالج، یونیورسٹی کا حصہ ہے۔ نیز ایک موبائل فون کمپنی (ملٹی نیشنل) نے ورلڈ بینک پروگرام، GLWE۔ (لڑکیاں سیکھیں، عورتیں کمائیں!) کے تحت جو اہتمام کیا، اس بارے بتایا کہ خواتین کا افرادی قوت کی فراہمی کا 2025ء تک کا ہدف 45 فیصد پانے کا یہ اہتمام ہے۔ اس وقت صرف 26 فیصد عورت کام کر رہی ہے۔ اس میں رکاوٹ سماجی رویے اور گھریلو ذمہ داریوں کی بہتات ہے۔ (جس سے بچ نکلنے کو اب ''اپنا موزہ خود ڈھونڈو، اپنا کھانا خود گرم کرو'' تربیتی مہم ہے۔) آنے والا وقت ملک اور گھروں میں کیا غدر مچانے کو ہے، یہ منڈلاتے تاریک سائے دیکھ لیجیے۔ نسوانیت کی موت، تہذیبوں، اقوام کی موت کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔ قوم میں صحیح الفکر دانشوروں، رہنماؤں کا کیا ایسا کال پڑ چکا ہے کہ کوئی تشویش کی لہر بدترین سمت جاتے رجحانات کے مقابل دکھائی نہیں دیتی؟

ہر میرِ کارواں سے مجھے پوچھنا پڑا
ساتھی ترے کدھر کو سدھارے، کہاں گئے؟

❊❊❊

پریس ریلیز 28 فروری 2020ء

عالمی برادری بالخصوص مسلمان ممالک بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام رکوائیں

حافظ عاکف سعید

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے امریکی صدر ٹرمپ کے اس بیان پر کہ وہ کشمیر کے معاملے میں ثالثی کا کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہیں، اپنے ردّ عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ٹرمپ کا بیان پاکستان کے لیے طفل تسلیوں کے سوا کچھ نہیں۔ ہمارے نزدیک ٹرمپ کی کشمیر پر ثالثی کی پیشکش ایک مکارانہ چال ہے۔ اِس سے پہلے وہ اس حوالے سے فلسطینیوں سے بھی دھوکہ کر چکے ہیں' لہٰذا ہمارے حکمرانوں کو ہوشیار اور محتاط رہنا ہوگا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ پاکستان کا مسئلۂ کشمیر پر ٹرمپ کی ثالثی کو قبول کرنا یو این او کی قراردادوں سے پیچھے ہٹنے کے بھی مترادف ہوگا۔ اُنھوں نے مزید کہا کہ بھارت میں ''شہریت قانون'' کے خلاف مسلمانوں سمیت تمام اقلیتیں طویل عرصے سے احتجاج کر رہی تھیں۔ مگر امریکی صدر ٹرمپ کی آمد پر اس احتجاج کو کچلنے کے لیے مودی سرکار نے آر ایس ایس کے غنڈوں کو جلاؤ گھیراؤ اور قتل عام کی چھوٹ دے دی۔ پولیس اور دیگر فورسز نے مسلمانوں کو تحفظ دینے کی بجائے آر ایس ایس کا ساتھ دیا۔ مساجد و مدارس اور بستیوں کو جلایا گیا جبکہ مسلمانوں کو شہید اور زخمی کیا گیا۔ اُنھوں نے کہا کہ عالمی برادری بالخصوص مسلمان ممالک کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مجرمانہ خاموشی ترک کر کے اپنی ذمہ داری ادا کریں اور بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام رکوانے کے لیے مقدور بھر جدوجہد کریں۔

کرونا وائرس کے حوالے سے اُنھوں نے کہا کہ یہ پوری دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک وارننگ اور عذاب ہے۔ ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم مسلمان میڈیکل سائنس کی جدید سہولیات اپنے تحفظ کے لیے استعمال تو ضرور کریں لیکن کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہم نے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جو بغاوت برپا کر رکھی ہے اُس سے باز آئیں اور رجوع الی اللہ کرتے ہوئے اپنے انفرادی اور اجتماعی گناہوں سے توبہ کریں تاکہ اللہ کی طرف سے آیا ہوا یہ عذاب ٹل سکے اور آخرت کے عذاب سے بھی ہم بچ سکیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

مسلمان کی اصل متاع

''شرم و حیا''

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے!

''اے بنی آدم (دیکھو اب) شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈالنے پائے، جیسے کہ تمہارے والدین کو اس نے جنت سے نکلوا دیا تھا (اور) اس نے اتروا دیا تھا ان سے ان کا لباس، تاکہ ان پر عیاں کردے ان کی شرم گاہیں، یقیناً وہ اور اس کی ذرّیت وہاں سے تم پر نظر رکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں دیکھ نہیں سکتے، ہم نے تو شیاطین کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے''۔ (الاعراف:27)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''ہر دین کا ایک امتیازی وصف ہے، اور اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے''۔ (مؤطا امام مالک)

حیا انسان اور خصوصاً مسلمان کی وہ قیمتی دولت اور متاع عزیز ہے کہ جسے چرانے کے لیے شیطان ہر دم اس کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ حیا اور ایمانِ حقیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے لہٰذا ہمارا ازلی و ابدی دشمن شیطان مختلف انداز و اطراف سے ہمارا دوست بن کر حیا پر حملہ آور ہوتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ انسانوں کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جاسکے۔

موجودہ دور:

آج جہاں انسان نے مادی اعتبارات سے بہت سی ایجادات کرلی ہیں، وہاں روحانی واخلاقی میدان میں نہ صرف انتہائی ذلت و پستی کی طرف بڑھ رہا ہے بلکہ بے حیائی، عریانی و فحاشی اور اخلاق باختگی کو جدت پسندی اور آزادی کا نام دے رہا ہے۔ بدقسمتی سے یہ زہر آلود مہلک تصورات ہمارے مسلمان معاشروں اور گھرانوں میں بھی غیر محسوس انداز میں سرایت کررہے ہیں، جس کا ثبوت ہمارے متمدن طبقات میں پردہ کو قدامت پسندی، دقیانوسیت اور جہالت کی علامت سمجھا جاتا ہے، جبکہ بے حیائی و بے پردگی کو جدت پسندی، آزادی اور ترقی کا نام دیا جارہا ہے۔ العیاذ باللہ!

حیا کیا ہے؟

حیا اسلام کا بنیادی و امتیازی وصف ہے۔ شرم و حیا سے مراد وہ قوت ہے جو انسان کو فطری طور پر منکرات سے روکتی ہے۔ اگر انسان اپنے کسی جبلی تقاضے سے مغلوب ہو کر کوئی برا فعل کر گزرتا ہے تو شرم و حیا کی قوت اسے ملامت کرتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ کسی فرض میں کوتاہی ہو جائے تب بھی دل مضطرب ہو جاتا ہے اور فرض کی ادائیگی پر ہی دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ مختصراً یہ کہ جذبہ حیا ہی انسان کو اچھائیوں پر ابھارتا اور برائیوں سے باز رکھتا ہے، اپنے نفس، بندوں اور سب سے بڑھ کر اپنے رب سے ڈرتے ہوئے گناہوں اور نافرمانی سے اجتناب ہی دراصل حیا ہے۔

آئیے! چند آیات قرآنی واحادیث مبارکہ کے آئینے میں اپنا محاسبہ کریں۔

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے'' (النور:19)

''اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو، اور جو کوئی شیطان کے نقش قدم کی پیروی کرے گا، تو شیطان تو اسے بے حیائی اور برائی ہی کا حکم دے گا''۔ (النور:21)

''منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے میں سے ہیں یہ بدی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں''۔ (التوبہ:67)

''ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے ساتھی ہیں وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں''۔ (التوبہ:71)

''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ، یقیناً یہ بہت بے حیائی کا کام ہے، اور بہت ہی برا راستہ ہے''۔ (الاسراء:32)

یعنی ہر وہ کام جو زنا اور بے حیائی کی طرف لے جانے والا ہے اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

احادیث نبویہ ﷺ:

''حیا اور ایمان لازم وملزوم ہیں جب ان میں سے کسی ایک کو اٹھا لیا جائے تو دوسرا خود بخود اُٹھ جاتا ہے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

''جب تم میں حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کرو''۔ (بخاری شریف)

''بے حیائی جس شے میں بھی ہوتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیا جس شے میں بھی ہوتی ہے اسے خوبصورت بنا دیتی ہے''۔ (ترمذی)

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے''۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی (لعنت فرمائی) جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی شکل و صورت، وضع قطع اور لباس وغیرہ میں)۔'' (جامع ترمذی)

''وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں، مردوں کی طرف مائل ہونے والی اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے والی، وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پاسکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے آتی ہے''۔ (مؤطا امام مالک)

کپڑے پہننے کے باوجود عریاں ہونے کا مطلب ہے کہ کپڑے اس قدر باریک یا تنگ ہوں کہ ان سے بدن نظر آئے یا جسم کے خدوخال واضح ہوں، لباس پہننے کے باوجود ستر نمایاں ہو تو ایسا لباس زیب تن نہ کیا جائے۔ اور ایسا ساتر لباس، جو شرم وحیا کے تقاضے پورے کرے، پہننا چاہیے۔

مندرجہ بالا قرآن واحادیث کی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ اس وقت پاکستانی معاشرے کو بھی جدیدیت، کلچر، بسنت، ویلنٹائن ڈے، میراتھن ریس، روشن خیالی اور دیگر دل لبھانے والے ناموں کے ساتھ پرنٹ اینڈ الیکٹرانک میڈیا، سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے بے حیائی، فحاشی وعریانی اور اخلاق باختگی کے ایک ایسے سیلاب کی طرف دھکیلا جارہا ہے، جس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

حیا اور انسانی حافظے کو متاثر کرنے والے عوامل:

بے مقصد تعلیمی نصاب، فحش و بے ہودہ لٹریچر، اشتہارات، سنسنی خیز خبریں اور سکینڈلز، غیر اخلاقی موبائل ایپس، ڈرامے، میوزیکل پروگرام، فلمیں، مرد وزن کا آزادانہ میل جول،

مخلوط تعلیمی ادارے اور مساوات مرد وزن کے نعرے ہمارے معاشرے میں ایسے عوامل ہیں جو براہِ راست شرم وحیا اور خصوصاً ہمارے حافظے کو متاثر کرنے کا سبب بن رہے ہیں اور اب ہمارے بچے بھی نسیان اور نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

حیا کے فروغ کے لیے عملی اقدامات:

اگر واقعی ہمارے اندر برائی سے نفرت اور بھلائی (خیر کے کام) کرنے کا جذبہ بیدار ہے یا بیدار ہو جائے، دونوں صورتوں میں ہمیں دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے شرم و حیا کے فروغ کے لیے انفرادی اور اجتماعی سطح پر مندرجہ ذیل عملی اقدامات کرنا ہوں گے، جس کا آغاز الاقرب فالاقرب کی بنیاد پر اپنی ذات اور اپنے گھر سے ہی ہوگا۔

جس کے لیے درج ذیل چند امور غور طلب ہیں۔

1- ستر وحجاب کے احکامات کے مطابق ہمیشہ ساتر لباس کا انتخاب کرنا۔

2- مخلوط محافل ورسومات سے مکمل اجتناب اور شرعی پردہ کو اختیار کرنا۔

3- گھر اور گھر سے باہر غض بصر یعنی نظر کی حفاظت کو یقینی بنانا۔

4- پاکیزہ گفتگو کا اہتمام اور غیر اخلاقی رویوں سے پرہیز۔

5- نامحرم سے مصافحہ، چھونا اور تنہائی میں ملنے سے مکمل اجتناب کرنا۔

امتِ مسلمہ کو قرآن حکیم میں خیر امت کہا ہی اس بناء پر گیا ہے کہ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے والی ہے۔ معاشرتی، معاشی اور سیاسی سطح پر اسلام کے عدلِ اجتماعی کے نفاذ کے لیے فرداً فرداً جدوجہد کی بجائے پُر امن اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس فرض کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے پوری دنیا میں امتِ مسلمہ عذابِ الٰہی (فرقہ واریت اور باہمی انتشار) کا شکار ہے کیونکہ بحیثیت مجموعی آج آخرت کو پس پشت ڈال کر ہمارا اولین مقصد دنیا اور دنیاوی مفادات کا حصول بن چکا ہے۔

حاصل کلام: آج پوری دنیا میں امتِ مسلمہ جس پستی اور ذلت سے دوچار ہے اس کا اصل سبب قرآن وسنت کی مکمل تعلیمات پر عمل پیرا نہ ہونا اور اسلاف کے نقش قدم سے دوری ہے۔ ہمارے اسلاف کا پاکیزہ کردار اور اسلامی تعلیمات کے فروغ واشاعت کے لیے ان تھک قربانیوں کی بدولت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انہیں دنیا کی امامت کے منصب پر فائز کیا تھا۔ بقول اقبالؒ:

صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے؟
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟
میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے؟
تھے تو وہ آباء تمہارے ہی، مگر تم کیا ہو؟
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو!

امتِ مسلمہ آج بھی اگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی میں مصروف عمل ہو جائے، شرم وحیا کو اپنا زیور بنالے اور اللہ کی رسّی (قرآن حکیم) کو مضبوطی سے تھام لے تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مسلمانوں کو ان کی کھوئی ہوئی قدرومنزلت دوبارہ عطا فرمادیں گے۔ بقول اقبالؒ:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح وقلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنے کیمیکل انجینئر بیٹے، رفیق تنظیم، عمر 29 سال کے لیے دینی مزاج کی حامل ترجیحاً ڈاکٹر یا انجینئر لڑکی کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0307-9403817

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(20 تا 26 فروری 2020ء)

☆ جمعرات (20 فروری) کو صبح 09:30 بجے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو ظہر تک جاری رہا۔ قرآن اکیڈمی میں بعد نماز عصر ایک حبیب نے امیر محترم سے ملاقات کی۔ شام 05:30 بجے حلقہ لاہور غربی کے ایک رفیق نے امیر محترم سے ملاقات کی۔ اسی روز بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی میں کراچی سے آئے ہوئے ایک مقامی تنظیم کے امیر سے ملاقات رہی۔

☆ جمعہ (21 فروری) کو قرآن اکیڈمی میں مرکزی شعبہ نشر واشاعت کے ذمہ داران کی مشاورت سے پریس ریلیز جاری کی۔

☆ ہفتہ (22 فروری) کو قرآن اکیڈمی میں تنظیمی امور نمٹائے۔

☆ اتوار (23 فروری) کو صبح 07:30 بجے حلقہ فیصل آباد کے دورے کے لیے روانگی ہوئی نائب امیر بھی امیر محترم کے ہمراہ تھے۔ 10:30 تا ظہر تک حلقہ کے اجتماع میں شریک رہے۔ بعد نماز ظہر مولانا مجاہد الحسینی مرحوم کے بیٹے سے ان کی رہائش گاہ پر تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ بعد ازاں 03:00 بجے حلقہ فیصل آباد کی شوریٰ سے ملاقات رہی اور سوال وجواب کا سیشن بھی ہوا۔ اور رات کو لاہور واپسی ہوئی۔

☆ پیر (24 فروری) کو دن 12:30 بجے قرآن اکیڈمی میں فرید اللہ مروت اور انگلینڈ سے آئے ہوئے ان کے ایک دوست محمد آصف سے ملاقات کی۔

☆ منگل (25 فروری) کو قرآن اکیڈمی میں صبح 10:00 بجے کراچی سے آئے ایک حبیب سے ملاقات ہوئی اس موقع پر نائب امیر بھی موجود تھے۔

☆ بدھ (26 فروری) کو قرآن اکیڈمی میں صبح 09:30 بجے مرکزی انجمن خدام القرآن کی مجلس عاملہ کے ماہانہ اجلاس میں شرکت کی۔

دجالی تہذیب کا ہدف : اسلام کا معاشرتی نظام

اللہ تعالیٰ نے ایک مرد اور ایک عورت سے نسل انسانی کی پیدائش کا سلسلہ شروع کیا اور دونوں کے حقوق وفرائض متعین فرما دیے۔ بحیثیت انسان مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں البتہ ہر ایک کا دائرہ کار مختلف ہے لیکن مغرب کی دجالی تہذیب نے اِس نظام کو تلپٹ کر دیا، مرد اور عورت نے اپنے دائرہ کار سے باہر نکل کر دوسرے کے دائرہ کار میں داخل ہونے کی کوشش کی اور فرائض اور حقوق کو غیر فطری انداز میں تبدیل کر دیا۔ وہ صنفی فرق جو اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا اُسے مٹانے کی کوشش کی۔ اسلام عدل کا سب سے بڑا علم بردار ہے اور الہامی تعلیم کے مطابق حقوق وفرائض کی تقسیم تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ میاں بیوی کے اچھے تعلقات اور اُن کی خوشگوار ازدواجی زندگی کا انحصار حقوق وفرائض نصف نصف کرنے پر نہیں بلکہ عدل قائم کرنے پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی جسمانی ساخت اُن کے اپنی اپنی طبعی ضروریات اور ذمہ داریوں کے مطابق بنائی ہے۔ اُن کی ذہنی ساخت کا بھی اُن کی فطری ذمہ داریوں سے گہرا تعلق ہے۔ مغرب نے جب اِن فطری تقاضوں کو تبدیل کرنے کی کوشش کی تو گھر کا ادارہ ایسے زمین بوس ہو گیا جیسے کچی دیواریں آسمانی یا زمینی آفات سے زمیں بوس ہو جاتی ہیں۔ آج مغرب میں اکثریت کا حال یہ ہے کہ بچے جوان ہوتے ہی ماں سے (باپ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا) یوں جدا ہو جاتے ہیں جیسے بلی یا دیگر جانوروں کے بچے بڑے ہو کر اپنی اپنی راہ لیتے ہیں۔ بوڑھوں کو اولڈ ہاؤسز میں منتقل کر دیا جاتا ہے جہاں وہ زندگی کے دن پورے کرتے ہیں لہٰذا معاشرہ انتشار کا شکار نظر آتا ہے۔ اس کے برعکس اسلامی تعلیمات کے مطابق مرد خاندان کا سربراہ اور کفیل ہوتا ہے۔ وسائل مہیا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے، عورت ان وسائل کو بچوں کی نگہداشت اور پرورش پر صَرف کرے گی، پھر یہ کہ ایک طرف مرد کو نگران بنایا تو دوسری طرف والدین کی خدمت کے حوالے سے ماں کے حقوق باپ سے تین گنا زیادہ بتائے۔ یہ طرزِ حیات اور نظم اپنانے والا گھرانہ دنیوی دولت کی کمی کے باوجود خوش وخرم اور پُرسکون ہوگا، ایک دوسرے کے لیے محبت اور اخوت کے جذبات رکھتا ہوگا۔ روپیہ اور ڈالر مصنوعی چمک دمک تو ضرور پیدا کرتے ہیں مگر ذہن کو سکون اور دل کو حقیقی راحت نہیں پہنچا سکتے۔ کاروباری مسائل سے اُلجھا ہوا، لین دین پر لڑتا جھگڑتا مرد جب گھر پہنچتا ہے تو اُسے خانسامے اور ویٹر کی اُجرتی خدمت جو میسر آتی ہے، وہ جذبات واحساسات سے خالی ہوتی ہے۔ دوسری طرف عورت جب خود ساختہ کفالت کی ذمہ داری اپنے اوپر مسلط کر لیتی ہے اور تلاش معاش میں بازاروں اور دفاتر کا رُخ کرتی ہے تو جو چیز وہ سب سے پہلے کھو دیتی ہے وہ اُس کی نسوانیت اور نزاکت ہے۔ مزید براں پردے کا اہتمام جو حیا کا مضبوط قلعہ ہے وہ ناممکن نہیں تو انتہائی دشوار ہو جاتا ہے۔ مرد اور عورت کا آزادانہ میل جول جو فتنہ پیدا کرتا ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے اور وہ معاشرے میں جو بھیانک نتائج دیتا ہے اُس کا کون انکار کر سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی اجتماعی زندگی کے تین گوشوں میں سے سیاسی اور معاشی گوشوں میں مغرب ہم پر حتمی فتح حاصل کر چکا ہے۔ سیاسی سطح پر ہم جمہوریت کے کمبل میں لپیٹے جا چکے ہیں، جس کی وجہ سے ہم ظلم وستم اور بے انصافی کا شکار ہو رہے ہیں اور معاشی سطح پر سود کے لین دین سے ہمیں دنیا میں ہی شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہے۔ البتہ معاشرتی سطح پر ہم میں ابھی کچھ دم خم نظر آتا ہے۔ ابھی نہ مردوں کی اکثریت کی عقل پر اتنا دبیز پردہ پڑا ہے کہ غیرت وحمیت کا نام ونشان ہی مٹ جائے اور نہ ہی عورتوں کی اکثریت خود کو مکمل طور پر بے حیائی کے سیلاب کے حوالے کر چکی ہے۔ صحیح صورتِ حال کی نقشہ کشی کرنا ہو تو یہ کہنا مناسب ہوگا کہ مردوں کی غیرت وحمیت بُری طرح زخمی ہے اور خطرہ ہے کہ اگر زخم کو مندمل کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو بیچاری غیرت وحمیت جانبر نہ ہو سکے گی۔ اِس طرح عورتوں کی بے پردگی نے حیا کو ایسے کچے جھونپڑے میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ مغرب کی طرف سے اُٹھائی گئی آندھیوں اور طوفانوں کا زیادہ دیر مقابلہ نہ کر سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب نے آج اِس محاذ پر سوشل انجینئرنگ پروگرام، دیگر خوشنما ناموں اور پُرفریب نعروں کے ساتھ مختلف این جی اوز اور ایجنٹوں کے ذریعے زوردار حملہ کر دیا ہے۔ اس کے حملے کا انداز ایسا ہے جیسے کہہ رہا ہو کہ ’’اِن گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو۔‘‘

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی ومذہبی جماعتیں اور تنظیم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے مغرب کی اِس یلغار کو روکیں اور اپنے معاشرتی نظام کو بچائیں۔ معاشرتی نظام بچ گیا تو اسی صورت میں ہم مستقبل کی ایسی نسل تیار کر سکیں گے جو مغرب کے اُٹھائے ہوئے اِس طوفان کے راستے میں چٹان بن جانے کی صلاحیت رکھتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنا دینی فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

بانئ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

حیا اور پاک دامنی کی اہمیت

مولانا ذوالفقار احمد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر فطری خوبیوں سے مالا مال کیا ہے۔ ان خوبیوں میں سے ایک خوبی شرم وحیا ہے۔ شرعی نقطۂ نظر سے شرم وحیا اس صفت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔ دینِ اسلام نے حیا کی اہمیت کو خوب اجاگر کیا ہے تاکہ مومن باحیا بن کر معاشرے میں امن وسکون پھیلانے کا ذریعہ بنے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک انصاری کو دیکھا جو اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کرو۔ آپ ﷺ نے سنا تو ارشاد فرمایا:

''حیا تو ایمان کا جزو ہے۔'' (متفق علیہ)

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''حیا خیر ہی کی موجب ہوتی ہے'' (متفق علیہ)

گویا انسان جس قدر باحیا بنے گا اتنی ہی اس میں خیر بڑھتی جائے گی۔ حیا ان صفات میں سے ہے جن کی وجہ سے انسان آخرت میں جنت کا حقدار بنے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں جانے کا سبب ہے۔ بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم میں جانے کا سبب ہے۔'' (رواہ الترمذی)

حیا کی وجہ سے انسان کے قول وفعل میں حسن وجمال پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا باحیا انسان مخلوق کی نظر میں بھی پُرکشش بن جاتا ہے اور پروردگارِ عالم کے ہاں بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے آئی تو اس کی چال ڈھال میں بڑی شائستگی اور میانہ روی تھی۔ اللہ رب العزت کو یہ شرمیلا پن اتنا اچھا لگا کہ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ﴾ (القصص:25)

''اور آئی ان کے پاس ان میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی''

سوچنے کی بات ہے کہ جب باحیا انسان کی رفتار و گفتار اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے تو اس کا کردار کتنا مقبول و محبوب ہوگا۔ لہٰذا جو شخص حیا جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں محروم القسمت بن جاتا ہے۔ ایسے انسان سے خیر کی توقع رکھنا بھی فضول ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب شرم نہ رہے تو پھر جو مرضی کر'' (رواہ البخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ بے حیا انسان کسی ضابطۂ اخلاق کا پابند نہیں ہوتا۔ اس کی زندگی شتر بے مہار کی مانند ہوتی ہے۔ حیا ہی وہ صفت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان پاکیزگی اور پاک دامنی کی زندگی گزارتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حیا اور پاک دامنی لازم وملزوم ہیں ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ درج ذیل میں اس حقیقت کا جائزہ یوں لیا جاتا ہے:

پاک دامنی قرآن مجید کی نظر میں

(1) اجرِ عظیم کا وعدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ ان کے لیے اللہ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔'' (الاحزاب:36)

اس آیت میں کتنی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ پاک دامنی کے ساتھ یادِ الٰہی میں زندگی گزارنے والے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ ثواب سے مراد دنیا کی برکتیں اور آخرت کی نعمتیں ہیں جبکہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ پاک دامن شخص سے ہونے والی دوسری غلطی کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ جلدی معاف کر دیں گے۔ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ جو طالب علم پڑھائی میں لائق اور محنتی ہوتا ہے استاد اس کی دوسری کوتاہیوں کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ اجر کے ساتھ عظیم کا لفظ نشاندہی کر رہا ہے کہ پاک دامنی پر ملنے والا انعام عام معمول سے زیادہ ہوتا ہے' ویسے بھی دستور یہی ہے کہ بڑے لوگ جس چیز کو بڑا کہہ دیں وہ واقعی بڑی ہوتی ہے۔ یہاں تو پروردگارِ عالم پاک دامنی پر ملنے والے اجر کو بڑا کہہ رہے ہیں تو واقعی وہ انعام بہت بڑا ہوگا۔ مبارک باد کے لائق ہیں وہ خوش نصیب ہستیاں جو پاک دامنی کی زندگی گزار کر ایسے اجر کی مستحق بن جاتی ہیں۔

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا

''نعمت پانے والوں کو ان کی نعمتوں پر مبارک باد ہو''

(2) فلاحِ کامل کی خوشخبری:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تحقیق فلاح پا گئے وہ مومن ---- جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' (المومنون)

اس آیت مبارکہ میں فلاح پانے والے مومن کی چند صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں سے ایک صفت پاک دامنی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فلاحِ کامل پاک دامن لوگوں کو ہی مل سکتی ہے۔ عربی زبان میں فلاح کہتے ہیں ایسی کامیابی کو جس کے بعد ناکامی نہ ہو۔ ایسی خوشی کو کہ جس کے بعد غمی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی عزت ملنے کو جس کے بعد ذلت نہ ہو۔

پاک دامنی حدیث کی نظر میں:

(1) نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ قریش کے نوجوانوں سے فرمایا:

''اے جوانانِ قریش! اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو' زنا مت کرو' جو اپنی شہوت گاہ کو محفوظ رکھے گا اس کے لیے جنت ہے۔'' (حاکم' بیہقی)

اس حدیث میں رحمتِ عالم ﷺ نے کتنے واشگاف الفاظ میں یہ حقیقت کھول دی ہے کہ جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں گے' زنا کے ذریعے نفسانی' شہوانی' شیطانی اور وقتی لذتوں کو حاصل کرنے کے لیے پرہیز کریں گے ان کو جنت کی دائمی خوشیاں نصیب ہوں گی۔ اسے کہتے ہیں محنت تھوڑی اور اجر زیادہ۔ حضرت نثار فتحی مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں:

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ ذکرِ یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

(2) روم کے بادشاہ ہرقل نے جب ابوسفیان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کن چیزوں کی تعلیم دیتے ہیں تو اگرچہ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے سیدھے سادے الفاظ میں تعلیماتِ نبوی ﷺ کا خاکہ یوں پیش کیا:

''وہ ہمیں نماز' صدقہ' پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔'' (بخاری' کتاب الادب)

معلوم ہوا کہ پاک دامنی کی تلقین اسلام کی بنیادی

تعلیمات میں سے ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اسلامی معاشرے کی عمارت جن ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے ان میں سے ایک ستون کا نام پاک دامنی ہے۔

پاک دامنی نبوت کا حصہ ہے

(1) انبیائے کرام علیہم السلام وہ پاکیزہ ہستیاں تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے مینارۂ نور بنا کر بھیجا۔ انہوں نے خود بھی پاکیزگی اور پاک دامنی کی زندگی گزاری اور اپنے متعلقین کو بھی اسی کی تلقین کی۔ لہٰذا پاک دامنی نبوت کا جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹا ہونے کی خوشخبری دی تو ارشاد فرمایا:

''سردار ہوں گے، اپنے نفس کو روکنے والے ہوں گے، نبی ہوں گے اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہوں گے۔'' (آل عمران:39)

عربی زبان میں حصور کہتے ہیں اس شخص کو جو اپنی شہوت پر قابو رکھتا ہو اور نفس کے فریب میں مبتلا نہ ہو۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی زندگی اسی صفت کی آئینہ دار تھی۔

(2) جب عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے بند کمرے میں بہترین موقع محل دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی نفسانی خواہش کا کھلے لفظوں میں اظہار کیا تو انہوں نے فوراً کہا: معاذ اللہ (میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں)۔ اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس انکار کرنے پر جیل کی مشقتیں برداشت کرنی پڑیں مگر ایک وقت ایسا آیا کہ زلیخا نے خود اپنی زبان سے اقرار کیا کہ:

''میں نے اس کو مطلب حاصل کرنے کے لیے بہکایا مگر یہ پاک صاف رہا'' (یوسف:32)

اللہ رب العزت نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف میں ارشاد فرمایا:

''تاکہ ہم ان سے برائی اور فحاشی کو دور رکھیں۔ بے شک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔'' (یوسف:24)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام سب کے سب برگزیدہ لوگ تھے جنہوں نے پاکیزگی اور پاک دامنی کی زندگی گزاری۔ پس ثابت ہوا کہ پاک دامنی جزوِ نبوت ہے۔

پاک دامنی شرطِ ولایت ہے:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

''اور جو زنا نہیں کرتے'' (الفرقان:6)

اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ زنا سے بچتے ہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ ہر سالک نیکوکاری اور پرہیزگاری پر استقامت اختیار کرنے کی وجہ سے ہی اولیاء اللہ میں شامل ہوتا ہے۔ جبکہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں اور ہر قسم کے کبیرہ گناہ سے محفوظ فرماتے ہیں۔ رحمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اور دوستی کا حق بھی یہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ رحیم اور سب سے زیادہ بہترین دوست ہے۔

پاک دامنی پر محشر میں اکرام

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن عرش کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا۔ ان سات خوش نصیب لوگوں میں سے ایک وہ پاک دامن انسان ہوگا جسے خوبصورت حسب ونسب والی عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ جواب میں کہہ دے:

''میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔'' (بخاری)

اندازہ لگائیں کہ پاک دامنی والی صفت کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنی قدر ہے کہ روزِ محشر جب تمام بنی نوع انسان نفسا نفسی کے عالم میں ہوگی تو اس وقت کچھ لوگ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور خصوصی رحمت ہوگی۔ ان میں وہ خوش نصیب بھی ہوں گے جو زنا سے بچیں گے، عین اس وقت جبکہ گناہ کی دعوت مل رہی تھی اور وہ چاہتے تو موقع سے فائدہ بھی اٹھا سکتے تھے، لیکن انہوں نے ضبط نفس کا مظاہرہ کیا اور اپنے کردار کو گناہ سے آلودہ ہونے سے بچایا۔ لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں مطمئن و مسرور ہوں گے۔

پاک دامنی پر جنت کی بشارت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک دامنی کی زندگی گزارنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے۔ اور وہ بھی اپنی ضمانت پر فرمایا:

''جو مجھے اپنے رانوں کی درمیانی چیز (شرم گاہ) اور جبڑوں کی درمیانی چیز (زبان) کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (بخاری)

لہٰذا جنت کے دائمی انعامات کو حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم دنیا کی عارضی لذات وشہوات پر کنٹرول کریں۔

پاک دامنی اور مشاہدۂ پروردگار

''جو شخص نامحرم پر قادر ہوا مگر خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ سے بچ گیا اس کے بدلے میں اسے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔'' (ابن ماجہ)

احادیث میں پاک دامنی کی دعائیں

پاک دامنی وہ اعلیٰ صفت ہے جس کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے۔ آپ گو اپنی ذات میں معصوم تھے لیکن اس سے آپؐ کی عفت و پاک دامنی کی زندگی سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ امت کی تعلیم کے لیے آپؐ نے یہ دعائیں مانگیں۔ چنانچہ احادیث میں کئی ایسی دعائیں منقول ہیں جس میں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے آنکھ کی پاکیزگی، دل کی پاکیزگی اور عفت وعصمت کو تمنا بنا کر مانگا ہے۔ چند ایک دعائیں درج ذیل ہیں:

- ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعِفَافَ وَالْغِنٰی)) (رواہ مسلم)

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری اور پاک دامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔''

- ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ)) (مشکوٰۃ: باب الاستعاذ)

''اے اللہ! میں تجھ سے صحت، پاک دامنی اور امانت اور اچھے اخلاق حسن اور رضا بالقدر کا سوال کرتا ہوں۔''

- ((اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْکَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرِ))

''اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک کر اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے، بے شک تو آنکھوں اور سینے کی پوشیدہ خیانتوں کو جانتا ہے۔''

- ((اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ)) (رواہ الترمذی)

''اے اللہ! مجھے الہام فرما میری ہدایت اور میرے نفس کے شر سے مجھے دور فرما۔''

- ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ))

''اے اللہ! میں ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

- ((اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَلِسَانِیْ وَقَلْبِیْ وَمَنِیِّیْ))

''میں اپنے کان، اپنی بینائی، اپنے دل اور منی کی برائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی زندگی میں ان دعاؤں کے مانگنے کا معمول بنائیں تاکہ ان کی برکت سے عفت و پاک دامنی والی زندگی نصیب ہو۔

اسلام میں شرم و حیا کی اہمیت

حافظ محمد ادریس

ہمارے مسلم معاشرے میں بھی مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار نے فحاشی و عریانی کا چلن عام کردیا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کافی عرصہ قبل متنبہ کیا تھا:

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے جوانی تری رہے بے داغ...

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوق پر شرف عطا فرمایا ہے۔ انسان کو اللہ نے عقل و شعور اور قوتِ فیصلہ عطا کی ہے۔ انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ انسان کو جو صفات دوسری مخلوقات سے ممتاز و ممیز کرتی ہیں ان میں ایک نمایاں صفت اس کی شرم و حیا کی حس اور جذبۂ عفت ہے۔ انسان کا لباس اسے موسم کی شدت سے بھی محفوظ رکھتا ہے اور اسے زیبائش و خوب صورتی بھی فراہم کرتا ہے لیکن سب سے اہم مقصد جو لباس سے پورا ہوتا ہے وہ ستر کا ڈھانکنا اور اپنی حیاداری کا پاس ہے۔ اسلام میں حیا کی بے پناہ اہمیت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حیا کو ایمان کا ایک شعبہ قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص میں شرم و حیا نہیں، گویا اس میں ایمان نہیں۔ بے شرم انسان، ہر ذلت و پستی میں گرنے کے لیے ہر وقت آمادہ و تیار رہتا ہے جب کہ باشرم و حیادار انسان اپنی اس صفت کی وجہ سے تمام مشکلات کے باوجود اپنے شرفِ انسانیت کی حفاظت کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا اخلاق و کردار ہر پیمانے سے منفرد، بے مثال اور قابلِ تقلید ہے۔ آپ ﷺ میں تمام فضائلِ حسنہ بدرجہ اتم و اعلیٰ موجود تھے اور شرم و حیا کی صفت بھی اتنی نمایاں تھی کہ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ آپ ﷺ اعلیٰ خاندان کی پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ (بحوالہ صحیح مسلم، حدیث 2320)

اُمِ معبد عرب کی ایک بدوی خاتون تھیں۔ آنحضور ﷺ ہجرت کے سفر میں اس کے خیمے میں مختصر وقت کے لیے رکے تھے۔ اس نے آنحضور ﷺ کا جو دل نشین حلیہ بیان فرمایا تھا، اس میں آپ ﷺ کی شرم و حیا اور آنکھیں نیچی رکھنے کا بالخصوص ذکر ملتا ہے۔ آپ ﷺ جب کبھی کسی نوجوان کو کسی غیرمحرم عورت کی طرف نظریں گاڑے دیکھتے تو اسے اس سے منع کرتے۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچازاد اور محبوب بھائی تھے۔ ایک مرتبہ وہ حج کے سفر میں آپ ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ایک مقام پر کچھ عورتیں آپ ﷺ سے سوال پوچھنے لگیں تو حضرت فضلؓ کی نظریں ان کی طرف اُٹھ گئیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ (تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں تفہیم القرآن، ج3، سورۃ النور، حاشیہ 29)

نبی اکرم ﷺ جس معاشرے میں پیدا ہوئے تھے، اس میں دیگر اخلاقی خوبیوں کے معدوم ہوجانے کی طرح شرم و حیا کا وصف بھی تقریباً ختم ہوچکا تھا۔ بے حیائی کے تمام مظاہر کھلے عام نظر آتے تھے۔ ایسے ماحول میں جنم پانے کے باوجود آپ ﷺ اپنے بچپن اور لڑکپن میں بھی کبھی ننگے جسم گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی مخلوط محفلوں میں بھی شرکت نہیں کی تھی۔ ایک غیرمحرم مرد اور عوت کا کسی جگہ تنہائی میں اکٹھے ہونا شرم و حیا کے نازک آبگینے کو توڑ دینے کے مترادف ہے۔ اسی لیے آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو غیرمحرم مرد اور عورت آپس میں ملتے ہیں تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے''۔ (مسند احمد، ج 1، ص 18) نبی پاک ﷺ نے زندگی بھر قضائے حاجت کے وقت اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپا کر رکھا حالانکہ عرب کے اس معاشرے میں اس کا ایسا زیادہ اہتمام نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ شہروں اور آبادیوں سے دور جنگل اور جھاڑیوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے۔ یہ آداب بظاہر معمولی معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی بہت بڑی معاشرتی اہمیت ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جب کوئی آدمی شرم و حیا کے حصار میں رہتا ہے تو ذلت و رسوائی سے اس کا دامن بچا رہتا ہے۔ جب وہ اس صفت سے عاری ہوجائے تو پھر ذلت وخباثت کا ہر کام ڈھٹائی کے ساتھ کرتا چلا جاتا ہے۔ آج کل فحاشی و عریانی جدید ثقافت کا اُسی طرح حصہ بن چکی ہے جس طرح جاہلی ثقافت کا حصہ تھی۔ مخلوط محفلیں روشن خیالی اور جدت و ترقی کی دلیل سمجھی جاتی ہیں حالانکہ یہ قدیم جاہلیت کا بھی طرّہ امتیاز تھا۔ آج کل فیشن کے نام پر مرد و خواتین کے لباس ساتر ہونے کے بجائے عریانی کے پیامی ہوتے ہیں۔ حیا اللہ رب العالمین کی طرف سے بندے کے لیے اس کی حفاظت کا قلعہ ہے۔ حیا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندوں سے عذاب ٹالتا رہتا ہے۔ حیا سے محرومی بہت بڑی مصیبت اور بدنصیبی ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں بچوں کو ابتدائی عمر ہی میں حیا کے قیمتی زیور سے محروم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ نے لوگوں کا مزاج اس قدر بگاڑ دیا ہے کہ شرم و حیا پر مبنی لباس ہو یا ادب، کتاب ہو یا خطاب، اس معاشرے میں اجنبی بن کر رہ گئے ہیں۔ ایک حدیث میں تو یہاں تک وعید آئی ہے کہ حیا سے محروم شخص ایمان سے بھی محروم ہوجاتا ہے۔ (ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب الحیا، حدیث 4184)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ جب کسی بندے کی ہلاکت کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے حیا سے محروم کردیتا ہے۔ جب کوئی حیا سے محروم ہوجاتا ہے تو نفرت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ نفرت میں مبتلا ہونے کے بعد امانت و دیانت کی صفت بھی اس سے چھن جاتی ہے۔ خائن آدمی، اللہ کی رحمت کا حق دار نہیں رہتا اور جس سے اللہ کی رحمت روٹھ جائے وہ بدترین لعنت میں مبتلا ہوجاتا ہے اور اس لعنت و ملامت کی کیفیت میں اس بدقسمت کے دل سے اسلام و ایمان بھی رخصت ہوجاتا ہے''۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جو لوگ بے حیائی و فحاشی کو ہلکا سمجھ کر اس سے آنکھیں بند کرتے ہیں، پھر اسے گوارا کرنے لگتے ہیں، پھر اس کی جانب نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں اور آخر میں ان کے قدم اس کی طرف اٹھ جاتے ہیں تو وہ کس قدر خطرناک کھیل میں مصروف ہیں۔ دراصل ہلاکت محض جسمانی طور پر تباہ و برباد ہوجانے کا نام نہیں ہے بلکہ ہلاکت دل کے بے نور ہوجانے اور روح کے مردہ ہوجانے کا نام ہے۔ آنحضور ﷺ خود بہت حیادار تھے۔ صحابہؓ کے دلوں میں بھی آپ ﷺ نے اس کی جوت جگائی اور پورا معاشرہ شرم و حیا کی حیات آفرین فضاؤں میں پروان چڑھایا۔

آپ ﷺ کے صحابہؓ میں بھی اسلام اور سنت رسول ﷺ کی برکات سے شرم وحیا کی اعلیٰ صفات پروان چڑھیں۔ خلیفہ ثالث سیدنا عثمان بن عفان ؓ کا یہ اعزاز تمام صحابہؓ میں ممتاز ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ شرم وحیا کا پتلا تھے، ان کے بارے میں سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے کہ زندگی بھر انہوں نے اپنا جسم ننگا نہیں ہونے دیا۔ غسل کے وقت بھی وہ اپنا ستر کسی کپڑے سے ڈھانپنے کا اہتمام کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسی لیے فرمایا کہ اللہ کے فرشتے بھی عثمان ؓ سے حیا کرتے ہیں۔ حیا کی ایک تو مخصوص شکل اور تعریف ہے جو عموماً لوگ سمجھتے ہیں مگر ایک اور مفہوم بھی آپ ﷺ نے امت کے سامنے بیان فرمایا۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا: ”اللہ سے حیا کرو جیسا کہ حیا کرنے کا حق ہے“۔ یہ مکمل حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زبانی یوں روایت ہوئی ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حاضرین مجلس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے حیا کرو اور پوری طرح حیا جیسے اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔ اہلِ مجلس نے یک زبان کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ خدا کا شکر ہے کہ ہم تو اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ جواب سن کر فرمایا: اللہ سے حیا کرنے کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے بلکہ اللہ سے حیا کرنے کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آدمی سر کی حفاظت کرے اور دماغ میں آنے والے خیالات کی بھی نگرانی کرتا رہے۔ پیٹ کے اندر جانے والی غذا کی نگرانی کرے (یعنی حلال کھائے اور حلال پیے) نیز شرم گاہ کی حفاظت کرے (یعنی بدکاری سے بچے)۔ موت کو اور موت کے بعد گل سڑ جانے کو یاد رکھے۔ جو آدمی آخرت کا طالب ہو وہ دنیا کی زیب وزینت ترک کر دیتا ہے یعنی آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ کام کر لیے اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق ادا کر دیا۔ (ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب 24، حدیث 2458)

آج ہم شیطان کے حملوں کے سامنے تر نوالہ بن چکے ہیں۔ ہمیں اپنے دین وایمان، ملی تشخص اور دینی روح کو محفوظ کرنے کے لیے شرم وحیا کا کلچر عام کرنا ہوگا۔ ہم اس نبی کی امت ہیں، جس نے حیا کو ایمان کا شعبہ قرار دیا اور خود زندگی بھر اس پر یوں کاربند رہے کہ بدترین دشمن کو بھی اس کا اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں۔ ہمارے معاشرے میں خیر وبھلائی اور ہماری زندگیوں میں حسن وخوبی اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ ہم اپنی ذات، گھر، اداروں، گلی محلوں، تقریبات اور ملبوسات، ہر چیز کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے تابع کر دیں۔ اس کام کا آغاز اگر ہم اپنی ذات اور گھر سے کر دیں تو دیکھتے ہی دیکھتے اس کے اثرات پھیلنے لگیں گے اور یوں پورا معاشرہ معطر ہو جائے گا۔ کیا ہم یہ عہد کرنے اور یہ قدم اٹھانے کے لیے تیار ہو گئے ہیں؟ جواب ہر فرد کی ذاتی ذمہ داری ہے۔

غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ مارچ 2020ء — رجب المرجب ۱۴۴۱ھ

مشمولات

☆ بے پردگی: بے حیائی کی طرف پہلا قدم — ایوب بیگ مرزا

☆ جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی منازل — شجاع الدین شیخ

☆ انسان: تخلیقِ اوّل سے بعث بعد الموت تک! — راحیل گوہر

☆ اَلْاَرْض: قرآن حکیم کی روشنی میں (۲) — ڈاکٹر محمد سرشار خان

☆ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا — محمد رضوان خالد چوہدری

☆ قیامت تک باقی رہنے والا فتنہ — مسز بینا حسین خالدی

☆ امریکہ کا مکروہ چہرہ — محمد ندیم اعوان

☆ حصولِ ہدایت از کتابِ ہدایت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ”بیان القرآن“ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

”مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد حیدر آباد“ میں

15 تا 21 مارچ 2020ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 022-2106187 / 0300-2168072

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

اسلام میں ''حیا'' کی اہمیت

اُمِ عبداللہ

حیا کی آسان سی تعریف یہ ہے کہ ''کوئی فحش، گناہ آلود یا ناپسندیدہ کام یا بات کرنے کے خیال سے دل میں جو جھجک، تامل اور بے چینی پیدا ہوتی ہے، اسے حیا کہتے ہیں۔ یہ حیا برائیوں کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ بُرا کام کرنا تو درکنار محض اس کام کے خیال سے ہی دل کے اندر احتجاج پیدا ہوتا ہے۔ یہ احتجاج جس قدر ہوگا، حیا اتنی ہی ہوگی اور اس حیا کا کسی کے دل پر جتنا قابو ہوگا وہ شخص برائیوں سے اسی قدر محفوظ رہے گا۔ جب آدمی کسی برائی کی طرف مائل ہوتا ہے تو دل کے اندر ایک اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں یہی اضطراب باعثِ سکون ہوتا ہے۔

اسی طرح جو کام فرائض کا درجہ رکھتے ہیں، اس سے روگردانی یا روگردانی کرنے کا خیال دل میں احساس شرمندگی پیدا کرتا ہے۔ یہ بھی حیا ہے۔ فرض شناسی سے پرہیز کی صورت میں اضطراب پیدا ہوتا ہے وہ بھی حیا کا ہی نتیجہ ہے۔ یہاں تک کہ ادائیگی فرض میں ہی سکون و اطمینان ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ جو کچھ کرنا چاہیے اسے چھوڑ دینے اور جو کچھ نہیں کرنا چاہیے اسے کرنے کے خیال سے دل میں جو جھجک، شرمندگی اور بے قراری پیدا ہوتی ہے اس کا نام حیا ہے اور ایسا شخص حیادار ہوگا۔ اگر کوئی شخص اس کی آواز کو دبا کر فطرت کے خلاف کام کر لے تو پھر اس کے لیے برائیوں کی راہ پر چلنا آسان سے آسان تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ حیا کے باعث ہی پاک دامنی قائم رکھی جاسکتی ہے۔ حیا اور پاک دامنی کا چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ حیا ان تمام باتوں سے انسان کو روک لیتی ہے جو انسان کی پاک دامنی کو خراب کرتی ہیں۔ ایمان کے بعد مسلمان کا سب سے بڑا حسن اس کی پاک دامنی ہے۔ اور درحقیقت اس کی حفاظت ہی کے لیے اسلام نے شرعی حدود مقرر کی ہیں جس کی پاسداری حیا کے بغیر ممکن نہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ﴾ (النحل: 90)

''بے شک اللہ عدل و احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتا ہے۔''

دنیا کے دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام کی خاصیت یہ ہے کہ اس نے ''حیا'' کو ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ اسی لیے ایک حدیث میں آتا ہے کہ: ''ایمان کی ساٹھ سے اوپر کچھ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔'' (بخاری)

اسی طرح بخاری کی ایک اور حدیث کے مطابق:

''اگلی نبوت کی باتوں میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا ہے اس میں سے ایک یہ مقولہ بھی ہے کہ 'جب تم میں شرم و حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کرے۔'' (بخاری)

حیا اسلام کا امتیازی وصف ہے، اس کا مفہوم بہت وسیع اور گہرا ہے، یہ وہ قوت ہے جو انسان کو فحش اور منکر سے روکتی ہے، یہ وہ شرم ہے جو کسی امر منکر کی جانب مائل ہونے والا انسان خود اپنی فطرت اور اپنے خدا کے سامنے محسوس کرتا ہے۔ ایسی صفت ہے جو انسان کو لغزش کے موقع پر سہارا دیتی ہے، یہ نیکی کا راستہ بھی ہے اور خیر لانے کا موجب بھی۔ ایمان کا جزو بھی ہے اور مسلمان کی صفت بھی، نافرمانی سے بچانے والی بھی ہے اور مصیبتوں کے راستے میں آڑ بھی۔ آج اس معاشرے میں جہاں بے حیائی اور فحش عام ہے جذبہ حیا رکھنے والا ہر فرد پریشان ہے، نبیؐ کا فرمان ہے کہ ''حیا ایمان ہے اور ایمان بہشت میں لے جائے گا اور بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم کا موجب ہے۔'' (مسند احمد)

آج سے 14 سو سال پہلے امِ خلادؓ صحابیہ رسولؐ کا اکلوتا بیٹا شہید ہو چکا ہے، نقاب اوڑھے اس کا پتا کرنے نکلتی ہیں۔ لوگ حیرت سے دیکھتے ہیں، اکلوتا بیٹا شہید ہو گیا اور انہیں اپنے نقاب کی فکر ہے۔ جواب دیتی ہیں: اے لوگو! اولاد کی مصیبت میں مبتلا ہو جانا بے حیائی کی مصیبت میں گرفتار ہونے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے۔ اپنی حیا تو نہیں کھوئی۔

اللہ تعالیٰ کو ہمارا ایسا جذبہ حیا درکار ہے جو کسی خوشی اور مصیبت کے وقت دبنے نہ پائے۔ میڈیا اور دیگر ذرائع کے سبب بڑھتی ہوئی بے حیائی کو دیکھ کر اپنا آپ ایمان کے کمزور ترین درجے پر محسوس ہوتا ہے کہ جب برائی کو دیکھ کر صرف دل میں برا جاننے کی کیفیت ہو، بعض اوقات ایمان کا یہ درجہ مزید کم ہو جاتا ہے اور برائی اور بے حیائی باریک راستوں سے ہمارے اپنے اندر داخل ہو جاتی ہے اور ہم بے خبر رہتے ہیں۔ یہ غفلت، یہ بے خبری خدانخواستہ کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔ ''حیا اور ایمان ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک اٹھا لیا جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح)

ظاہر و باطن کی یہ حیا مل کر ہی ایک انسان کو پیکر انسانیت میں ڈھالتی ہے۔ اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ حیا مرد کی زینت ہے اور عورت کا زیور ہے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ حیا کے مقصد کو سمجھ لینے کے بعد اس کے عوامل کو بھی سمجھیں اور عملاً اپنی ذات پر اس کا اطلاق کریں۔

اسلام معاشرے میں نیکی اور بھلائی کو پھیلانا چاہتا ہے اور بے حیائی اور بری باتوں سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ بے حیائی شیطان کی اکساہٹ کا نتیجہ ہوتی ہے جو انسان کو تیزی سے برائی کے راستے پر دوڑاتی رہتی ہے۔ یہ شیطان کا وہ ابتدائی حربہ ہے اگر کامیاب ہو جائے تو شیطان کو کھل کر کھیلنے کا موقع مل جاتا ہے اور جس انسان پر اس کا ہر حربہ کامیاب ہو جاتا ہے اس کی آنکھیں دن کی روشنی میں بھی ایسی بند ہوتی ہیں کہ آنکھوں دیکھی بھلائی اور حقیقت سے دکھائی نہیں دیتی۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکلوانے کے لیے جو بھی حربہ اختیار کیا تھا وہ اسی راستے سے گزرتا تھا۔ اس نے ایک ممنوع درخت کا پھل کھانے کی ترغیب دلائی جس سے ان کے ستر کھل گئے اور وہ اپنے اس فعل پر پریشان اور نادم ہو کر اللہ کی طرف لوٹے۔

(سورۃ الاعراف: 27)

مغربی معاشرہ اس ایمانی وصف سے محرومیت کی کھلی دلیل ہے۔ ان کی انفرادی زندگیوں میں عورت کو

بے باکی پیدا کرنے کے لیے ایک موثر ہتھیار کے طور پر اس معاشرے نے تسلیم کیا ہے۔ یہ تنگ نظری سے کیا جانے والا تجزیہ نہیں ہے بلکہ تجربے کی روشنی میں اس تجزیے کے عناصر کو پرکھا گیا ہے۔ نتائج کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد اسے درست سمجھا جا رہا ہے۔

اسلام دراصل اسی نتیجے سے مسلمان عورت کو دور رکھنا چاہتا ہے اور مسلمان عورت کو ان گوشوں میں بھی ''حیا'' کی ترغیب دلاتا ہے جن کا تعلق بالکل انفرادی زندگی سے ہوتا ہے کہ مسلمان عورت کے خمیر میں فطری ''حیا'' غالب رنگ لیے ہوئے ہو۔

عورت کی زندگی میں اس اخلاقی خوبی کی بڑی اہمیت ہے۔ اگرچہ اسلام نے مرد اور عورت دونوں کے ایمان کا جزو ''حیا'' کو قرار دیا ہے اور دونوں کو ہی یہ بات بتائی گئی ہے کہ ''اللہ بے حیائی اور برے کاموں سے روکتا ہے۔'' (سورۃ النحل:90) لیکن عورت کی زندگی میں اس کی اہمیت اس لیے ہے کہ یہ وصف اس کے فطری مزاج سے قریب ہے۔ عورت کے معنی ''چھپی ہوئی'' چیز کے ہیں۔ عورت کا یہ فطری وصف ہر معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی لیے اگر مشرق میں اسے ''مشرقیت'' سے موسوم کیا جاتا ہے تو مغرب میں Shy Girl کا کردار اسی حوالے سے معتبر جانا جاتا ہے۔ عورت کی زندگی میں اس کا جو مقام ہے اس کو زیادہ بہتر ہر عورت خود ہی محسوس کر سکتی ہے، لیکن معاشروں کے عروج وزوال کے ادوار کا جائزہ بھی یہ بات واضح کرتا ہے کہ عورت کو جب بھی کسی معاشرے سے فطرت کے خلاف چلا کر استحصال کیا تو وہ معاشرہ ضرور زوال کا شکار ہوا۔ خواہ اسے دنیا والوں نے مہذب اور ترقی یافتہ معاشرہ ہی جانا ہو۔

جنت کی نعمتوں اور خوبیوں میں سے ''حوریں'' ایک خاص انعام ہے جو خدا صرف اپنے پسندیدہ بندوں کو یا انعام یافتہ بندوں کو دے گا۔ ان حوروں کی خوبصورتی کے علاوہ ان کا جو وصف انہیں دنیا کی عورتوں سے ممتاز کرتا ہے اور عورت کی ایک مثالی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے وہ ہے حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ ''خیموں میں بٹھائی ہوئی'' (سورۃ الرحمٰن) اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ''چھپائے ہوئے موتی'' (سورۃ الواقعہ) اور قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ''نیچی نگاہ والیاں'' (سورۃ الرحمٰن) ہے۔

ہمارا معاشرہ بے حیائی کی زد میں

ابن بشیر

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی نعمت سے نوازا ہے جس کے بغیر ہماری زندگی کی کوئی قیمت نہیں۔ وہ نعمت دین اسلام ہے۔ چونکہ اسلام دین فطرت ہے اس یہ فلاح انسانیت کا دیتی ہے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے ارشادات اور احکامات پر عمل پیرا ہونا ہی دین اسلام ہے جو مومنین اور مومنات کو حجاب یعنی پردے کے حوالے سے سختی کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے آدم کی اولاد! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصّوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو، اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ شاید کہ لوگ اس سے سبق لیں''۔ (سورۃ الاعراف:26)

پردہ کی اسلام میں خصوصی اہمیت بیان کی گئی ہے اور مرد و زن کو ستر پوشی کے ساتھ ساتھ شرم وحیا کو بھی مقدم رکھنے کا حکم دیا گیا یہی وجہ ہے کہ مرد کے لیے کسی بھی عورت پر دوسری نگاہ ڈالنا جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ بھی بہت شرم وحیا والے تھے اور آپؐ نے دوسروں کو بھی اس کا درس دیا۔ ایک حدیث میں ''حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ پردہ دار کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ جب کوئی بات ایسی دیکھتے جو آپ ﷺ کو ناگوار گزرتی تو ہم کو آپؐ کے چہرے سے معلوم ہو جاتا تھا''۔ (صحیح بخاری جلد سوم، حدیث نمبر 1055)

اسلام دشمن لوگوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے مختلف قسم کے حربے استعمال کیے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ اس وقت جو اِن کا کارآمد اور طاقتور ہتھیار ہے وہ معاشرے میں بے حیائی اور بے پردگی کو عام کرنا ہے۔ اور اس کو عام کرنے کے لیے انہوں نے انٹرنیٹ، ٹی وی، کیبل کا سہارا لیا ہے۔ مسلم نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں یہ وسوسہ ڈالا جاتا ہے کہ بے پردگی اور فحاشی میں ہی ترقی ہے۔ ٹی وی، کیبل، انٹرنیٹ وغیرہ ایسے شیطانی ذرائع ہیں جن کی وجہ بے حیائی مسلمانوں کے گھروں میں پہنچ رہی ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے میں مسلمان عورتوں میں پردہ اور مسلمان مردوں میں حیا کا دن بہ دن خاتمہ ہوتا جا رہا ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ آج باپ بیٹی کے سامنے اور بیٹی باپ کے سامنے ایسی فلمیں دیکھتے ہیں جن میں بے راہ روی کا اتنا اظہار ہوتا ہے کہ یہ دونوں متاثر ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیٹی کسی غیر محرم کے ساتھ (بلا کسی خوف وڈر) تعلقات بڑھاتی ہے۔ بیٹیاں شادی سے پہلے ہی ماں بن جاتی ہیں اور یہ سب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ معاشرے میں حیا کا نام بھی باقی نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ حیا نامی لفظ کا کہیں وجود ہی نہیں ہے۔ ''مغربی تہذیب یہ کہتی ہے کہ اسلام نے عورتوں کو پردے میں رکھ کر اس پر ظلم کیا ہے۔ اسے غلام بنایا ہے اور ہم نے عورت کو بے پردہ کر کے اسے آزادی دی ہے۔ دراصل انہوں نے عورت کو بے پردہ کر کے اس کی عزت کو نیلام کیا ہے۔ اسلام نے پردے کا حکم دے کر ایک عورت کی عزت کے تحفظ کا بندوبست کیا ہے۔ بے پردگی کی وجہ سے معاشرے میں بدنظری پھیل گئی ہے اور نظر ہی زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔ پردہ میں ہی حیا ہے۔ لازماً جس نے پردہ کیا اس میں حیا اور شرم بھی ہوگی۔ اور جس میں شرم وحیا ہوگی یقیناً معاشرے میں اُس کی عزت بھی ہوگی۔ اور اگر یہی عزت کسی کی نظروں میں کم ہوگی تو اس کو دوبارہ حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے یہ کہاوت سنی ہوگی اگر انسان کسی پہاڑ سے گر جائے تو ممکن ہے کہ وہ دوبارہ اٹھ سکتا ہے لیکن اگر کسی کی نظروں سے گر جائے تو بہت مشکل ہے کہ وہ اپنا مقام اس شخص کی نظروں میں پھر سے حاصل کر سکے۔

چوں کہ پہلے ہی ذکر کیا گیا کہ اسلام دشمن لوگوں نے مختلف قسم کے حربے استعمال کیے تا کہ مسلمان اپنے دین سے دور ہو جائیں۔ اگر انٹرنیٹ کی بات کی جائے تو سب سے اعلیٰ ہتھیار یہی ہے۔ انٹرنیٹ سے فحاشی کیسے پھیلی ہے اس کے لیے فیس بک کی مثال مناسب ہے۔

ایک سروے کے مطابق 2018 کے تیسرے مہینے کی آخر

تک فیس بُک پر 2.7 2 بلین ماہانہ فعال صارفین تھے۔اور انہی 2.7 2 بلین صارفین میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا مقصد صرف فحاشی پھیلانا ہوتا ہے۔اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ان پوسٹس کو شیئر بھی کرتے ہیں۔ پھر نہ جانے کتنے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جب تک یہ پوسٹ اس پر ہو گی تب تک جتنے بھی لوگ اس کو دیکھیں گے ایک تو وہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اُس شخص کے سر پر بھی گناہوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے جس نے یہ پوسٹ کی ہوتی ہے۔اس سے اندازہ کیجیے ایک پوسٹ سے فحاشی کا بازار کتنا گرم ہو جاتا ہے۔

"ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہدایت (نیکی) کی طرف بُلائے اُسے ہدایت پر چلنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور چلنے والوں کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔اور جو شخص گمراہی (برائی) کی طرف بلائے اُس کو گمراہی پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہو گا اور ان چلنے والوں کے گناہ میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔" (مسلم)

اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے۔"(اے محمدؐ) اِن سے کہو کہ میرے ربّ نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں: بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے (الاعراف: 33) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:"اور تم بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ، چاہے وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔" (الانعام: 101) بے حیائی (فحش) کی اشاعت ایک جامع بات ہے جس میں زنا، تہمت زنا، بے حیائی کی باتوں کا چرچا کرنا اور انسان کو زنا کی طرف مائل کرنے والی باتیں اور حرکتیں کرنا سب شامل ہیں۔موجودہ دور میں اشاعتِ فحش کے ماڈرن طور طریقے ایجاد ہو گئے۔ مثلاً عشق بازی کا جنون پیدا کرنے والی فلمیں، جنسی بے راہ روی پیدا کرنے والے اور اخلاق سوز گانے، نائٹ کلب، ذہنوں پر عورت کا بھوت سوار کرنے والے اشتہارات، حسن کے مقابلے، ٹی وی پر عورتوں کے بے ڈھنگے مظاہرے، ڈانس کے پروگرام وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح ایک ایپ کے نام پر فحش کے بازار کو گرم کرنے کے لیے ایسی ایپ ایجاد کی گئی ہے جس نے باطل قوتوں کے تمام ہتھیاروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ Tik-tok۔ جی ہاں Tik-tok ایک ایسی ایپ ہے جس نے فحش کی دنیا میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا کہ اب اس کو زندگی کی ضرورت سمجھا جاتا ہے۔لوگ مزاحیہ انداز میں اپنے اپنے ویڈیو اپلوڈ کرتے ہیں۔مسلمان لڑکے اور لڑکیاں بھی اس میں ملوث ہیں اور ایسی حرکات کرتے ہیں جس سے شیطان بھی شرم سار ہوتا ہوگا۔

افسوس اس بات کا ہے جو مسلمان لڑکے اور لڑکیاں اس کارِ بد میں ملوث ہیں۔ان کے والدین انہیں اس کام سے روکتے ہی نہیں۔میں یہ بات کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا یا تو ان کے والدین ان کے ساتھ ہوتے ہیں یا پھر ان کی تربیت میں کمی ہے۔Tik-tok ایک اسٹیج ہے۔جس طرح عورتوں کا بن سنور کے منظر عام پر آنا اور پھر ناچنا اور گانا اسی طرح Tik-tok پر بھی یہ ناظرین کو خوش کرتے ہیں۔لڑکیاں لڑکوں کا حلیہ اور لڑکے لڑکیوں کا حلیہ بنا کر سٹیج پر آتی ہیں۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے اور نہ ہی روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا۔1۔جو والدین کی نافرمانی کرے۔2۔وہ عورت جو کہ مردوں کا حلیہ بنائے اور 3۔دیُّوث شخص (جو اپنے بیوی بچوں میں بے حیائی کو برداشت کرے۔'' (مسند احمد)

افسوس ہے کہ والدین اپنے بچوں پر فخر محسوس کرتے ہیں جب وہ اپنی لڑکی کو کسی غیر محرم لڑکے کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے دیکھتے ہیں۔جب ان کی بیٹی کسی غیر محرم کے ساتھ ناچتی ہے تو وہ فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہماری بیٹی میں بہت ٹیلنٹ ہے۔ہم مسلمانوں نے پردہ کو چھوڑا ہم نے مغربی تہذیب کو اپنا نمونہ بنایا۔ جو طریقہ نبی ﷺ نے ہمیں دیا ہے، اُسے ہم نے پسِ پشت ڈال دیا۔محشر کے دن ہم لوگ کیا جواب دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے دین کو پہنچانے میں بہت تکلیفیں برداشت کیں اور ہم ہیں کہ آج اس دین کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہدایت بخشے۔آمین!

بُرقع

طاہر قریشی

باعثِ افتخار ہے برقع — عظمتِ روزگار ہے برقع!
اس سے آتی ہے بوئے عز و شرف — یوں ہمیں سازگار ہے برقع!
باغ عصمت کا ہے گُلِ رنگیں — اور حیا کی بہار ہے برقع!
لوحِ عصمت پہ ثبت اس کے نقوش — رحمتِ کردگار ہے برقع!
اس سے مستور حسنِ نسوانی — حسن کا رازدار ہے برقع!
اس سے قائم ہے جوہرِ عورت — کتنا عصمت شعار ہے برقع!
اس سے حاصل ہے قلب کو تسکین — قلب کا اک حصار ہے برقع!
جس کے دل میں کوئی قرار نہ ہو — اس کے دل کا قرار ہے برقع!
حسنِ اخلاق کی حفاظت کو — کس قدر بے قرار ہے برقع!
حیف! تہذیبِ مغربی کے طفیل — کس قدر ہم پہ بار ہے برقع!

(مرسلہ: یاسر محمود شاکر)

پردہ عورت کی زینت

بنت الاسلام

اسلام انسانوں کو جس پاکیزہ طرزِ زندگی کی دعوت دیتا ہے، اس میں لباس اور اس کی حدود و نوعیت بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ مسلمان ہونے کے بعد ہر بالغ مسلمان عورت پر پردہ اختیار کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ باحجاب ہونے کے نتیجے میں مسلمان عورت کو دینی و دنیاوی طور پر جو بے شمار فوائد وثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ وہ عقل سلیم رکھنے والے ہر فرد پر بخوبی عیاں ہیں۔

اہل مغرب نے اسلام کے نظام معاشرت کے جس پہلو پر سب سے زیادہ تنقید کی ہے، وہ مسلم خواتین کا حجاب یعنی پردہ ہے۔ بے پردگی ہر قسم کی بے حیائی، بدکاری، عریانی اور فحاشی کا سب سے پہلا دروازہ ہے۔ اسی لیے قرآن حکیم میں اس کی مذمت کی اور روک تھام کے لیے ارشادِ ربانی ہے:

''جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والے گروہ میں فحش پھیلے، وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا (عذاب) کے مستحق ہیں۔ (النور:19)

سینے پر اوڑھنی ڈالنا

سورۃ النور آیت 31 میں خواتین کو حکم دیا گیا:

''اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈال لیں۔''

یعنی چادر سے اپنا گریبان چھپائے رکھیں۔

عورتیں اپنی زیب و زینت مخفی رکھیں

سورۃ النور آیت 31 میں ارشادِ ربانی ہے:

''اور عورتیں اپنی زیب و زینت کسی پر ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو از خود (بغیر ان کے اختیار کے) ظاہر ہو جائے۔''

یعنی عورتیں نامحرم مردوں کے سامنے اپنی زینت یعنی حسن اور بناؤ سنگھار ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اس زینت کے جو از خود ظاہر ہو جائے۔ زینت سے مراد جسم کے وہ حصے ہیں جن میں مرد کے لیے کشش ہے یا جہاں مختلف آرائش، بناؤ سنگھار یا زیورات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جو عورت عطر لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی عورت ہے۔ (مسلم، موطا امام مالک)

مخلوط معاشرت کی ممانعت

سورۃ النور کی اس آیت میں اظہار زینت کو محرم مردوں تک محدود کرنے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے غیر محرم مردوں کے ساتھ مخلوط معاشرت کی ممانعت فرما دی ہے۔

مسند احمد میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ کسی عورت کے ساتھ ایسی خلوت میں نہ ہو جہاں کوئی محرم موجود نہ ہو کیوں کہ ایسی صورت میں ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''

نیز آپ ﷺ نے اسے سخت ناپسند فرمایا کہ مرد، نامحرم خواتین کو چھوئیں یا ان سے مصافحہ کریں۔

نامحرم سے بات کرتے ہوئے نرم لہجہ اختیار نہ کریں

سورۃ الاحزاب کی آیت 31 میں حکم دیا گیا: نبی ﷺ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو (نامحرم) سے بات نرم انداز اختیار نہ کرو مبادا دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص (جنسی لالچ میں پڑ جائے، بلکہ بات کرو کھری''۔

یعنی عورتوں کو اگر نامحرم مرد سے بات کرنا پڑے تو سیدھے سادھے، کھرے اور کسی حد تک خشک لہجے میں گفتگو کی جائے، آواز میں کوئی شیرینی یا لہجے میں کسی قسم کی لگاوٹ نہ ہو تاکہ سننے والا کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔

خواتین بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں

سورۃ الاحزاب کی آیت 33 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہو اور دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے زیادہ پسندیدہ طرزِ عمل یہی ہے کہ وہ گھر میں سکون اور وقار کے ساتھ رہے۔ دراصل اسلام میں مردوں کو ان اُمور کی انجام دہی سونپی گئی ہے جن کا تعلق گھر کے باہر سے ہے اور عورتوں کو ان اُمور کی جن کا تعلق گھر کے اندر سے ہے۔

اگرچہ عورت کا دائرۂ عمل اس کا گھر ہے تاہم اس کا گھر سے باہر نکلنا ممنوع نہیں کسی اشد ضرورت کے تحت وہ گھر سے باہر نکل سکتی ہے لیکن اسے چاہیے کہ وہ باہر نکلتے ہوئے پردے کا خیال ضرور رکھے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''اللہ نے تم کو اپنی ضروریات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے''۔

چہرے کا پردہ کرنا

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 59 میں مذکور ہے:

''اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اُوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور اُنھیں ستایا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔

مراد یہ ہے کہ چادر اچھی طرح لپیٹ کر اس کا ایک حصہ اپنے اُوپر لٹکا لیا کرو تاکہ جسم اور لباس کی خوبصورتی کے علاوہ چہرہ بھی چھپ جائے۔ البتہ آنکھیں کھلی رہیں۔

پردہ دار لباس مسلمان عورت کو وہ عظمت و تقدیس اور عزت و وقار عطا کرتا ہے جس کی کوئی کم سے کم مقدار بھی مغربی تہذیب آزادی حریت کے تمام دعوؤں کے باوجود عورت کو کبھی نہیں دے سکتی۔ اپنے حیادار لباس میں ملبوس مسلمان عورت کسی بھی معاشرے میں ایک امتیازی شناخت کی مالک ہوتی ہے۔ مغربی معاشروں کی طرح بدن اور جنسی کشش اس کی پہچان اور اس کی سوسائٹی میں اس کے مقام کے تعین کا ذریعہ نہیں بنتی جب کہ مغربی تہذیب میں ہر عورت کی پہچان درحقیقت اس کی جنسی کشش ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مسلمان عورت پردے والے حیادار لباس کے ذریعہ جو عزت و وقار حاصل کرتی ہے اس کے نتیجے میں وہ معاشرے کی ایک مکمل رکن اور مکمل انسان کا مرتبہ عملاً حاصل کر لیتی ہے جبکہ مغربی معاشروں میں کسی عورت کا اس مقام کو حاصل کر لینا بڑی انہونی سی بات ہے۔

اگر کسی عورت کا لباس معقول شرم و حیا کے تقاضوں کے مطابق اور باوقار ہے تو لوگ اسے احترام کی نظر سے دیکھیں گے اگر کسی عورت کا لباس منفی جذبات کو بھڑکانے والا ہو تو بھلا لوگوں کے دل میں اس کی عزت اور احترام کے جذبات کس طرح پیدا ہوں گے؟ ایک عورت جو اپنے لباس کے ذریعے سے منفی جذبات کو اُبھار رہی ہو، کس طرح یہ توقع کر سکتی ہے کہ اس طرزِ عمل سے اس کے لیے کوئی مثبت رویہ سامنے آئے گا!

عقل مند مسلمان عورتیں یہ سمجھتی اور تسلیم کرتی ہیں کہ اگر جسم کو اللہ کے احکام کے مطابق ڈھکا نہ جائے اور مناسب لباس استعمال نہ کیا جائے تو اُنھیں معاشرے میں وہ مرتبہ ہرگز نہیں مل سکتا جس کا وہ حق رکھتی ہیں۔

آزادیٔ نسواں کہ زمرّد کا گلوبند؟

محمد ندیم اعوان

ایک طویل عرصے سے ملکی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ خصوصاً ٹی وی چینلز پر رائے عامہ کو متاثر کرنے کے لیے یہ نظریہ پیش کیا جا رہا ہے کہ اسلام اور مغرب باہم مدمقابل اور حریف نہیں، بلکہ موجودہ کشمکش کو زیادہ سے زیادہ اقتصادیات کی جنگ کہا جا سکتا ہے، جسے مفادات کی بنیاد پر تشکیل دیا جاتا ہے، چنانچہ مغرب کو نہ تو مسلمانوں کے دین و مذہب سے کوئی سروکار ہے اور نہ ہی تہذیب و ثقافت کی بالادستی مطلوب ہے، لہٰذا جو لوگ موجودہ حالات کے تناظر میں گلوبلائزیشن کے تصور کو فروغ دینے کے بجائے اسے ’’تہذیبوں کا تصادم‘‘ قرار دے کر دنیا کو مزید دو بلاکوں ’’مسلم‘‘ اور ’’غیر مسلم‘‘ میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں وہ بنیادی غلط فہمی کا شکار ہیں۔

مغرب کا طریقۂ واردات ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ مفروضوں کی بنیاد پر نظریہ گھڑتا ہے، بے بنیاد دلائل سے اُسے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اُس کی تشہیر کر کے عوامی رائے عامہ کو متاثر کیا جاتا ہے۔ اسلام اور مغرب کے مابین ہمیشہ سے موجود کشمکش دراصل اقتصادیات کی جنگ نہیں، بلکہ دو تہذیبوں کا ٹکراؤ ہے، جس کا آغاز اُس وقت ہوا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مقابلے میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنے کے بعد فرعون نے اعلان کیا ’’یہ لوگ (موسیٰ اور وہ جادوگر جو ہدایت لا چکے تھے) اپنی جادوگری (حقانیت) سے تمہیں تمہاری زمینوں سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں اور تمہارے طور طریقوں (لائف سٹائل) کو پیروں تلے روندنا چاہتے ہیں‘‘ اور تصادم پر کمربستہ ہونے کے لیے اس کا تجدید عہد بیسویں صدی کی ابتدا میں گیارہ ستمبر 2001 کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر جیسے فلک بوس عمارت کے ملیامیٹ ہو جانے کے بعد جارج ڈبلیو بش نے کیا اور دنیا سے مخاطب ہو کر کہا ’’آج ہماری تہذیب اور طرز زندگی پر حملہ ہوا ہے یا تو آپ ہمارے ساتھ ہیں اور یا ہمارے مخالف‘‘۔

اس تصادم کے نتیجے میں مشرق وسطیٰ کو خانہ جنگی کی آگ میں دھکیل دیا گیا، شیعہ سنی فسادات برپا کیے گئے، انسانوں پر کیمیائی ہتھیار استعمال کیے گئے، خون کی ندیاں بہائی گئیں اور ایک ایک کر کے براہ راست یا بالواسطہ اسلامی ممالک کو تخت و تاراج کر ڈالا لیکن جن ممالک پر براہ راست قبضہ کرنا اُن کی دسترس سے باہر تھا، وہاں پرویز مشرف جیسے بے حس اور بے شرم آمر میسر آئے، جس نے قوم کی بیٹیوں کو غیروں کے ہاتھوں فروخت کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ مغرب کی ثقافتی یلغار کے لیے پاکستانی معاشرے کی خواتین کو امریکا کی اس یلغار میں ثقافتی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کے لیے پیش کیا، جس کی کوکھ سے پاکستان میں آزادیٔ نسواں نے جنم لیا اور قوم کی بیٹیوں کو گھروں سے نکالنے، اُن کی عزت و وقار اور حیا کو دھندلا کرنے کے عوض اپنے آقاؤں سے بھاری فنڈز کے ساتھ ساتھ داد و تحسین وصول کیا اور میرے ملک کی معزز خواتین ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو اس دھوکے میں رکھا گیا کہ یہ اُن کے حقوق اور آزادی کی جنگ لڑی جا رہی ہے، لہٰذا اُنھیں ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔

وہ خواتین، وہ بہنیں، وہ بیٹیاں جو مغرب کی اس ثقافتی یلغار کو اپنے حقوق اور آزادی کی جنگ تصور کر کے ہاتھوں میں ایسے بینرز لیے میدان میں نکل پڑیں، جن پر ایسے فقرے درج ہوتے ہیں، جسے عورت ذات تو دور کی بات ایک سنجیدہ مرد بھی پڑھ کر شرم سے ڈوب مرے، کیا میری ان بیٹیوں اور بہنوں کو اس بات کا علم ہے کہ یہ واقعی اُن کے حقوق اور آزادی کی جنگ ہے، اگر ہاں ہے، تو آپ کو کون سے حقوق مطلوب ہیں اور آپ کا مطالبہ کن لوگوں سے ہے، اور آج تک آپ نے کون سے حقوق کو حاصل کر لیے ہیں، جو آپ کو پہلے نہیں دیے گئے تھے، اگر یہ واقعی آپ کی آزادی کی جنگ ہے تو آپ کو کیسی آزادی اور کس سے آزادی چاہیے اور آج تک آپ کو اُس آزادی کے حصول میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ میری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اس نام نہاد آزادیٔ نسواں کے پس پردہ حقائق سے خبردار ہونے کے بعد اُن کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں بچے گا کہ وہ مغرب کی اس ثقافتی یلغار میں ہتھیار کے طور پر مزید استعمال ہونے سے نہ صرف کنارہ کشی اختیار کریں بلکہ عورت کی فطری نزاکت، شرم و حیا، عزت و وقار اور اسلام میں عورت کے بلند مقام و مرتبے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کریں گی اور مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس بات کا اعلان کریں گی کہ ہم کوئی ایسی شے نہیں جسے اُٹھا کر مارکیٹ میں فروخت کر دیا جائے، بلکہ ہم ایسی مائیں ہیں، جن کی گود میں محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی جیسے تاریخ رقم کرنے والے شہسواروں نے جنم لیا، ایسی بہنیں اور بیٹیاں ہیں جو اسلام اور قوم کے ناموس کی خاطر ہر یلغار کے آگے سینہ سپر ہونے کی جرأت رکھتی ہیں، اقبالؒ نے بجا فرمایا۔

مکالمات افلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

فطرت کے خلاف اس جنگ نام نہاد آزادیٔ نسواں کا آغاز آج سے تقریباً پون صدی قبل ہوا، جسے پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے بعد عملی جامہ پہنایا گیا اور خوب زور و شور سے اس کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں مرد لقمۂ اجل بننے کی وجہ سے دفاتر اور کارخانوں کو تالے لگ گئے۔ افرادی قوت کے اس فقدان نے سرمایہ دار طبقے کو شدید نقصان پہنچایا، اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے اُنھوں نے حقوق کے نام پر عورتوں کو ورغلایا اور ذمہ داریوں کا پھندا اُن کے گلے میں ڈال کر سرمایے کی تخلیق کو دوبارہ بحال کیا گیا اور یورپ کے دانشوروں نے اسے ایک تحریک کی شکل میں پیش کیا۔

اُس وقت عورت کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ دفتر یا کارخانے میں مزدوری کرنا ’’حق‘‘ نہیں بلکہ ’’ذمہ داری‘‘ ہے، جسے حقوق کی فہرست میں شامل کر کے حاصل کرنے کے لیے جان کی بازی لگانے کی ترغیب دی گئی، جبکہ اسلام نے اس ذمہ داری سے عورت کو سبکدوش کر کے اس ذمہ داری کو مرد کے اوپر ڈال دیا کہ عورت کا کھانا پینا، ملبوسات اور جائز خواہشات کو پورا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے اور اگر مرد اپنی استطاعت کے باوجود اس ذمہ داری میں کوتاہی کرے گا، تو اللہ کے ہاں قصوروار ٹھہرایا جائے گا، جبکہ عورت کو گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی تربیت کی ذمہ داری سونپی گئی، اور نہ ہی اُس وقت یورپ کے دانشوروں کو اس تحریک کے نقصانات کا اندازہ تھا کہ کچھ عرصے بعد اپنی بقا کو

یقینی بنانے کے لیے عورتوں کو دوبارہ گھروں تک محدود کرنے کے لیے کوششیں کرنی پڑیں گی، چنانچہ مفکر اسلام شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے مغرب کی عورت کی فطرت سے ناواقفیت کو ایک خوبصورت پیرائے میں یوں بیان کیا ہے۔

قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

ابھی آزادیٔ نسواں کو تین دہائیاں ہی گزری تھیں کہ سوویت یونین کے آخری صدر ''گورباچوف'' نے ''پیری سٹرویکا'' کے نام سے ایک تحریک شروع کی جس میں اُنہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ''عورت کو گھر سے باہر نکالنے کی وجہ سے کچھ معاشی فوائد تو ضرور حاصل ہوئے ہیں، لیکن خاندان کا شیرازہ بکھر گیا ہے، لہٰذا عورت کو گھر واپس لایا جائے، تاکہ خاندانی نظام کی بحالی کے ساتھ ساتھ گھریلو سکون دوبارہ مل سکے جو کسی زمانے میں ہوا کرتا تھا''۔ جن معاشروں میں عورت اپنی فطری ذمہ داریوں کو نظرانداز کر کے مردانہ ذمہ داریوں میں حصہ لینے کو اپنا حق تصور کرتی ہیں، اُن معاشروں میں انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی سطح تک بے چینی، تذبذب، ڈپریشن، ذہنی ونفسیاتی بیماریاں جنم لیتی ہیں، خاندان بکھر جاتے ہیں، نوجوان نسل آوارہ ہو جاتی ہے اور فحاشی وعریانی کا ایسا سیلاب اُمڈ پڑتا ہے، جو رشتوں کے تقدس کو بہالے جائے، خاندانی نظام کو تباہ و برباد کر دے اور معاشرے کو ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کرتا ہے جہاں عزت وعصمت محفوظ رہتی ہے نہ غیرت باقی رہتی ہے۔

آزادیٔ نسواں جب یہ رخ اختیار کرلے تو میاں بیوی میں ہم آہنگی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے، اعتماد ختم ہو جاتا ہے، شکوک و شبہات جنم لینے لگتے ہیں، حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی راہ ملتی ہے، جو خودغرضی کو جنم دیتی ہے، بچوں کی تربیت متاثر ہوتی ہے اور یوں ایک خاندان بکھر جاتا ہے، جبکہ اجتماعی نقصانات معاشرے کی اخلاقی حالت کو بھگاڑ دیتی ہے۔ آپ امریکا کی حالت ملاحظہ کیجیے، امریکا میں ہر تین منٹ میں چار عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے یعنی ہر چوبیس گھنٹوں میں کم وبیش دو ہزار عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، جن میں نوے فیصد تعداد چوبیس سال سے کم کی عمر ہوتی ہیں، جس کے نتیجے میں سال 2002ء کے اعداد و شمار کے مطابق امریکا میں سات لاکھ پچاس ہزار بچیاں جن کی عمر اٹھارہ سال سے کم تھی، حاملہ ہوئیں اور ان میں سے چار لاکھ پچیس ہزار نے اولاد کو جنم دیا، جبکہ دو لاکھ پندرہ ہزار نے اسقاطِ حمل کروایا۔ رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ دس ہزار کے حمل ضائع ہوگئے۔ ان کم عمر بچیوں میں سے بیس فیصد ایسی تھیں، جو اس سے پہلے ایک بچے کی ماں بن چکی تھیں، پچیس فیصد ایسی تھیں، جو اس سے قبل دو بچوں کو جنم دے چکی تھیں، ان میں سے زیادہ تر بچیاں ایسی بھی ہیں جن کو اُن کے ''بوائے فرینڈز'' نے بچہ پیدا کرنے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ یہ اُس معاشرے کی معمولی سی جھلک ہے جن کے ورغلانے پر ہم رشتوں کے تقدس کو بھول جاتے ہیں اور اپنی حفاظت کے قلعے کو مسمار کر کے برائے نام حقوق اور آزادی کی جنگ میں شریک ہوتے ہیں۔

آج ہمارے پاس اگر کوئی شے ہے، تو وہ پاکستان میں مضبوط خاندانی نظام ہے، جسے امریکا و یورپ رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً ایک دہائی قبل امریکی خاتون اول ''بل کلنٹن'' کی بیوی ''ہیلری کلنٹن'' پاکستان تشریف لائی، اسلام آباد میں کئی دن قیام کیا اور جاتے وقت اُنہوں نے پاکستان کے خاندانی نظام کو بڑی رشک کی نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں جن کے بارے میں اخبارات نے سرخی چھاپی کہ ''خاتون اول کو مشرق کا خاندانی نظام دیکھ کر بہت رشک آیا''۔ اسی خاندانی نظام کے تحفظ اور اسے مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے ''عورت'' اس کا مرکزی کردار ہے، جو کبھی ماں، بہن، بیٹی، بیوی اور بہو کی شکل میں ہوتی ہے۔ یہ وہ عورت ہے کہ جس کی پاکیزگی اور شرافت کو اقبال نے ثریا سے برتر اور اسے چھُپا ہوا ایک موتی قرار دیا۔

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی دُرج کا دُرِ مکنوں

لہٰذا اس قیمتی موتی کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے گرد محافظوں کا ایک قلعہ تعمیر کیا اور اسے ایسے مضبوط رشتوں میں باندھا کہ اس کی نسوانیت کی حفاظت کو یقینی بنایا جا سکے، یہی وہ قلعہ ہے، جسے عورت کا نگہبان بنایا گیا ہے اور اگر آج بھی ہم اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہے، تو وہ دن دور نہیں کہ یورپ کی طرح ہمارا معاشرتی نظام بھی تہ و بالا ہو جائے۔ علامہ اقبالؒ نے اس حقیقت سے یوں پردہ اُٹھایا۔

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پُرانی
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

آزادیٔ نسواں کا یہ آتش فشاں جو پھٹ چکا ہے اور قریب ہے کہ معاشرے کو جلا کر بھسم کر دے ہر شخص کو اسے جڑ سے اکھاڑنے میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا اور اس میں بنیادی کردار بھی اُسی عورت نے ادا کرنا ہے، جو آج تک اس کھیل کا حصہ بنی رہی۔ اس کھیل کا قصہ ختم کرنے کے لیے حتمی فیصلہ عورت کا وہ انتخاب ہے جسے علامہ اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے۔

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں، معذور ہیں، مردانِ خرد مند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیٔ نسواں کہ زمرد کا گلوبند؟

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلستان جوہر 2 کے رفیق جناب سید آصف علی کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0321-8739770

☆ حلقہ ملاکنڈ، بٹ خیلہ کے مبتدی رفیق تقی اللہ کے والد وفات پاگئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلزار ہجری کے رفیق جناب جمال اشرف کی اہلیہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0322-2391619

☆ حلقہ ملاکنڈ، مقامی تنظیم دیر کے ملتزم رفیق عالمگیر خان کے سسر وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0345-4470863

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

The Muslim woman and the Islamic moral and social fabrics are the target – yet again!

Beware! The latest wave of misplaced feminist influence is about to hit our country in the month of March 2020 – yet again. The modern feminist is a peculiar creature and her comrades, men and women alike, are a strange sub-strata of Millennial and Generation X women and men with an odd inferiority complex. They are obsessed with picking at the corpse of 'women's lib', trying to draw fresh blood, and are often seen lurking around, attempting to sniff out sexism in every nook and cranny. Theirs is an ideology based not on equality, equitability or even 'rights', but misplaced victimhood.

According to the standard feminist, the most insidious issues facing women today are, 'manspreading', 'mansplaining', and 'micro-aggressions'. Terms cooked up to keep their follower feminists in business as they steadily run out of things to complain about. In short, the feminists are perpetually miserable, and seek to make other women as brutally unhappy as they are.

It has become amply evident by now to most rational humans that feminists 'enjoy' convenient double-standards. However, the very worst of these is, ironically, a strange form of misogyny, and is starkly revealed in their treatment of conservative and traditionalist Muslim women and men. In other words, feminists insist they want more female voices in the mainstream… as long as they agree with them. Worse still, they attempt to justify such despicable behavior by babbling, 'So, does the fact that we are feminists mean that we have to support all women?' Oddly enough, feminist engagements with conservative and traditionalist Muslim women and men never seem to move beyond personal attacks. Why? Because character assassination is the last bastion of the desperate when they are out of intellectual ammunition. It is one thing to mob and shout slogans (some of which would be X-rated in even the most 'free' Western nations), but an entirely different challenge to engage in any sort of intellectual debate embedded in reason. To be honest, feminists find it impossible to prove or assert that Islam looks down upon women and consequently, their claim that Muslim women are an oppressed class is patently absurd. In the harsh light of reality, feminists actually have no argument.

Let us now glance at some really interesting statistics, from the 'Land of the Free' – USA itself. According to the National Domestic Violence Hotline, six million American women experience a serious assault by a partner during an average 12-month period. On the average, more than six women are murdered by their husbands and boyfriends every day . . . that is more than 18,000 women battered to death since 9/11. Some might say that is a shocking indictment on such a 'civilized society', but the reality is that one out of three women around the world, especially in the 'civilized West' has been beaten, coerced into sex or otherwise abused during her lifetime. Violence against women transcends religion, wealth, class, skin color and culture, yet the feminist points her finger at Islam and Muslims only. Such biased attitude is probably due to indoctrination, the demand of the paymaster, the urge to be in the limelight, or a combination of all.

The fact of the matter is that Western women are still treated as commodities, where sexual slavery is on the rise, disguised under marketing euphemisms, where women's' bodies are traded throughout the advertising world. As mentioned before, this is a society where rape, sexual assault, and violence on women is commonplace, a society where trust and equitability between men and women is an illusion, a society where a women's' power or influence is usually only related to her outwardly appearance. It was true in medieval

Europe and true in the modern West of today. What a shame! However, what the feminist forgets is history... Before Islam came on the scene, women were treated as inferior beings.

We believe that this charade of feminists demonizing Islamic moral and social norms and values is part of a sinister plan and with all the Western think tanks working on various aspects of the lives of Muslims, their core beliefs and value sets, all in order to figure out new ways to wound Islam and the Muslim Ummah. Take a U.S. think tank named Pew Research Center (a.k.a. PEW) for example. It has to be noted that PEW is not an acronym. It takes its name from the Pew family, an American libertarian and pro-feminist clan that started its work in the 1940's as a "nonpartisan fact tank that informs the public about the issues, attitudes and trends shaping America and the world. It conducts public opinion polling, demographic research, media content analysis and other empirical social science research." There is more to the stated goals of PEW, however, as it provides analysis and strategic solutions to the West regarding the cultural and moral values of the Muslims in its reports and paves the way for the West to chalk-out plans in order to sabotage the social fabric of the Muslim Society, at its weakest. At present, that happens to be the unit of 'family' and the simultaneous indoctrination of ideals such as 'liberalism', 'secularism' and 'feminism' to try and break that integral unit of the Muslim society apart.

The website of Pew Research Center and its affiliate institutes gives a clear picture of the agenda of this "non-partisan" fact tank. Almost all research and reports published or posted on the internet are related to the moral and cultural values of Muslims, with not a single research or report about the cultural norms of Christians, Jews or any other religious group.

Coming back to the conservative and traditionalist Muslim women of Pakistan and the target being painted on the Islamic moral and social fabrics, yet again, in March 2020; while the seed of engineering the Islamic values of our society to fit Western standards was sown decades ago, massive acceleration of this iNGO-led and secular/liberal sponsored 'feminist' agenda in our society is visible today more than ever before. The conservative and traditionalist Muslim women and men of Pakistan (who outnumber the 'feminists' by more than a million to one) are being targeted through decadence in culture and society promoted by the media, the shenanigans in educational institutions and purpose-specific-funded NGOs, with the handful of elitist 'feminist' women and men, who are privileged enough themselves, used as foot soldiers for this sinister cause.

Finally, the message, for all mankind, by the Creator *(SWT)* of the Heavens and Earth is simple and sufficiently clear:

> "O mankind, eat from whatever is on earth [that is] lawful and good and do NOT follow the footsteps of Satan. Indeed, he is to you a clear enemy. He only orders you to EVIL and IMMORALITY and to say about Allah what you do not know."
>
> (Translation: *Surah al-Baqarah, Verses 168-169*)

and

> "Indeed, those who like that immorality should be spread [or publicized] among those who have believed will have a painful punishment in this world and the Hereafter. And Allah knows and you do not know."
>
> (Translation: *Surah an-Nur, Verse 19*)

May Allah *(SWT)* give us the eyes and hearts to see through the deceptions of evil, reject the devious narratives of feminists on the basis of rational thought gifted divinely to us all, sincerely follow the commandments given by Him *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)* and bless us all with the capacity to discern the Truth from falsehood.

Aameen!

Note: Adapted from the editorial of "Perspective" by Dr. Absar Ahmad; Volume 06, Issue 04.

Compiled by the Editorial Team of Nida-e-Khilafat.

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

”اے مومن عورتو!)
اپنے گھروں میں قرار پکڑو“
(الاحزاب:33)

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

فرمانِ رسول ﷺ ہے:
”حیا ایمان کا حصہ ہے“

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

”جب تم میں حیا نہ رہے
تو جو چاہے کرو“ (بخاریؒ)

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

بے حیا تہذیب
ایک ناسور ہے

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

عورت کا مقام گھر
عورت گھر کی ملکہ ہے

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

میری زندگی
اللہ کی مرضی

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

حیا
صرف خیر ہی لاتی ہے
(متفق علیہ)

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

لوگو! اللہ کی طرف لوٹو
اور بے حیائی سے توبہ کرو

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

بے حیائی کی
سرپرستی بند کرو

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

باپردہ عورت
حیا کا پیکر

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

میرا جسم اللہ کی امانت ہے
اللہ کی منشا ہی عین عبادت ہے

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

عورت کی مظلومیت: بہانہ
پاکیزہ اسلامی معاشرت: نشانہ

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.09
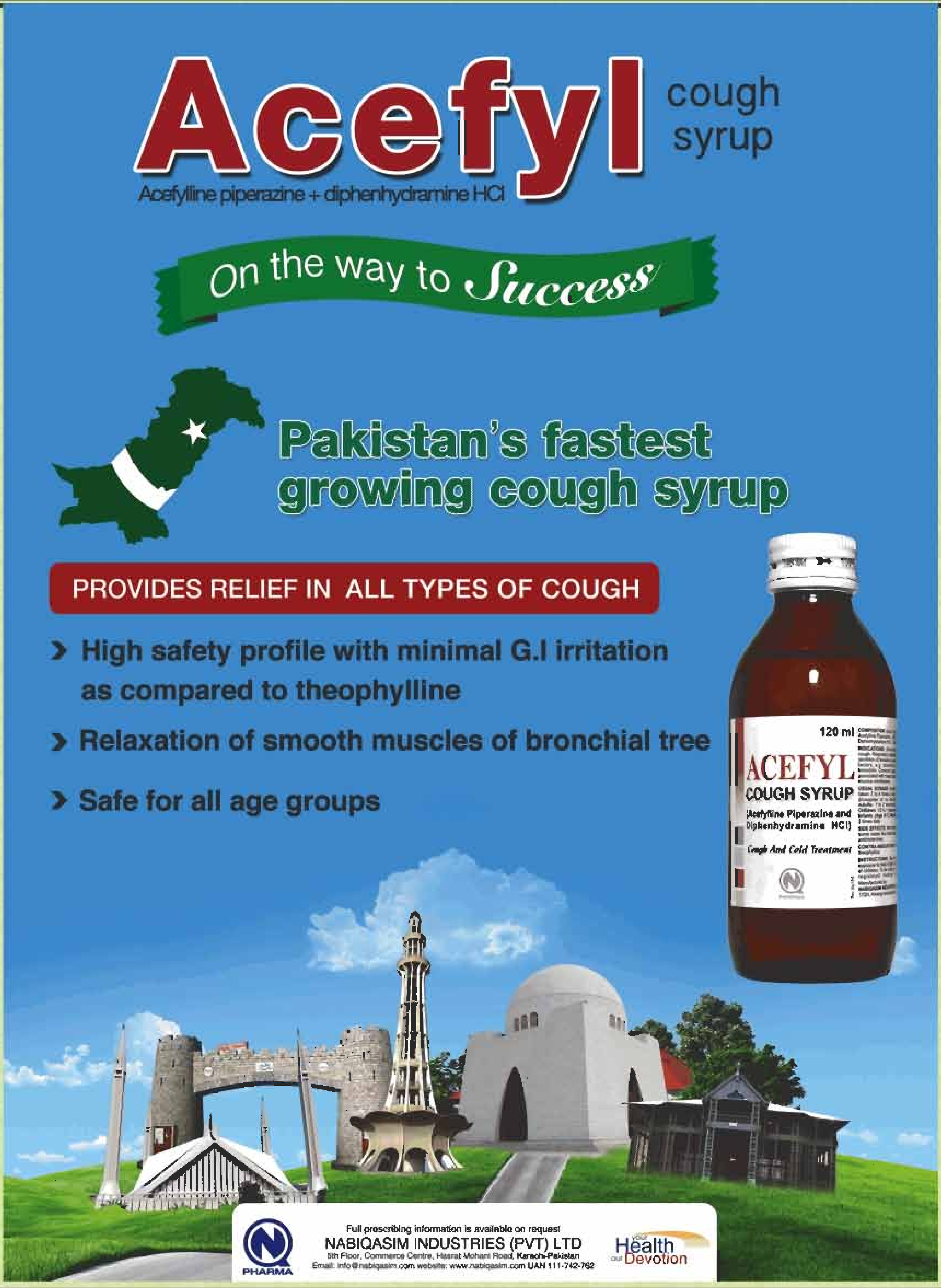
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore